Regd E-P-No 86:

رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر:- صلاح الدین ملک ایم - اے

اسسٹنٹ ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے

ممالک غیر ۷½ روپے

فی پرچہ ۲ر ۰

تواریخ اشاعت

۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

جلد ۳ | ۲۱/۲۸ نبوت و ۷ فتح ۱۳۳۳ ہش - ۲۱ ، ۲۸ نومبر و ۷ دسمبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۴۴-۴۵-۴۶

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۴ نومبر - حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو دانتوں کی خرابی کی وجہ سے زبان پر زخم ہوگئے ہیں اور

۲۵ نومبر - کمزوری محسوس ہوتی ہے اور زبان کی تکلیف بھی بدستور ہے

احباب حضور کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا جاری رکھیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم - اے کی صحت پہلے سے اچھی ہے - لیکن ابھی کمزوری بہت ہے۔ احباب حضرت میاں صاحب کی صحت کے لئے دعا جاری رکھیں۔

۲۷ نومبر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید دور دوم کے گیارہویں سال کا اعلان فرماتے ہوئے وعدہ جات کی رقم اڑھائی لاکھ تک پہنچانے اور پچھلے سال کے بقایا جات کی وصولی کی ذمہ واری خدام الاحمدیہ پر ڈالی ہے۔

لاہور ۲۷ نومبر - حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کو ابھی تک شدید ضعف ہے۔

سرگودھا ۲۸ نومبر تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے ایک طالبعلم خالد بشیر نے گورنمنٹ کالج سرگودھا میں منعقد ہونیوالے کل پاکستان تقریری مقابلوں میں انگریزی کا اول اور اردو کا دوم انعام حاصل کیا۔

محترمہ سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ حرم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہمشیرہ محترمہ آجکل کینیڈا میں بیمار ہیں اور گھٹنے میں چوٹ کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمادیں۔

مسلمان اور بابا نانک صاحب رح!

از مکرم جناب گیانی واحد حسین صاحب

(۴)

ہندو مسلم سوال کا بہترین حل

نواب مظفر خاں صاحب ایم - ایل - اے کا پیغام امن کے پیغمبروں میں گورونانک صاحب کا رتبہ نہایت بلند ہے۔ لیکن افسوس کہ دنیا نے اُن کے پیغام کو بھلا دیا - حالانکہ ہندو مسلم سوال کا بہترین حل گورو نانک دیو کا ہی پیغام ہے مسلمانوں کو گورو نانک صاحب کی تعلیمات کا فراخدلی و خلوص سے مطالعہ کرنا چاہیئے۔ جو بلاشبہ بہت بلند ہیں پرس گزشتہ سال ایک پبلک جلسہ کی صدارت کر رہا تھا جس میں گورو نانک دیو کا شبد پڑھا گیا اس شبد نے مجھ پر بہت اثر کیا۔ اور وہاں ایک مسلمان فقیر نے کہا کہ یہ نہایت حسرتناک بات ہے کہ گورو نانک دیو کو سمجھنے کی بہت کم کوشش کی گئی ہے میری یہ دلی خواہش ہے کہ گورو نانک دیو کی تعلیمات کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے تاکہ ہمارے درمیان جو غلط فہمیاں اور تعصبات ایک دوسرے کے خلاف پھیلے ہوئے ہیں مٹ جائیں اور ہم باہم صلح و آشتی سے رہیں۔

(اخبار شیر پنجاب لاہور ۳ نومبر ۱۹۴۲ء)

مولوی صوفی غلام قاسم صاحب قادری نقشبندی لکھتے ہیں:-

الف اللہ نور دن پایا قدرت دے سب بندے
اک نور سے سب جگ اپجیا کون بھلے کون مندے

ایک وقت تھا جبکہ ہندو پنجاب میں ہندو مسلمان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ ان کے مذہبی اختلافات نے ایسا رنگ اختیار کیا کہ وہ ایک دوسرے کے خون میں ہاتھ رنگنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے ان کو لڑتے جھگڑتے دیکھ کر امن پسند اور صلح جو طبائع اندر ہی اندر کڑھتی تھیں - ان پاکیزہ اشخاص اور قابل عزت ہستیوں میں سے ایک بابا نانک دیو جی تھے جن کو اس وقت تیس لاکھ آدمی اپنا پیشوا اور اوتار مانتے ہیں۔ اور جنہیں کروڑوں ہندو مسلمان نہایت تعظیم و تکریم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ دنیا میں ایک مقدس مشن لے کر آئے تھے جسے انہوں نے نہایت خوش اسلوبی سے پورا کیا۔ وہ اپنا پیغام امن لے کر آئے تھے اپنے اہل ملک کو اور اہل دنیا کو وہ پیغام سنا گئے اور اپنا نیک نام پیچھے چھوڑ گئے بابا نانک صاحب کی رحلت کو سینکڑوں سال گذر گئے ہیں لیکن ان کا نام تا حال زندہ ہے۔ یہ امر اس بات کا ثبوت ہے کہ بابا جی کا دل توحید اور حق محبت سے معمور تھا اس سے اُن کے اخلاص اور پاکیزگی پر کافی روشنی پڑتی ہے اُن کو جہاں نورِ عرفان سے حصہ ملا تھا وہاں ساتھ ہی بنی نوع انسان کے عشق و محبت سے بھی اُن کا سینہ لبریز تھا ایسے نیک لوگوں کا نام زمانہ ادب و تعظیم کے دفتر میں مدت مدید تک محفوظ رکھتا ہے۔ بابا جی کے دل میں پریم کی لہریں جوش زن تھیں اور اُن کا سینہ محبت کا خزینہ تھا وہ اکثر ظاہری آنکھیں بند کئے دل کی آنکھیں کھولے عالم استغراق میں بیٹھے رہتے تھے اُن کے ساتھی وہ دشت خیبرہ دیار سب برابر تھے۔ اُن کے ہمراہی مردانہ وغیرہ بھی مسافرت کی تکالیف اور اہل دنیا کی مفارقت مردانہ وار برداشت کرتے تھے صرف اس لئے کہ بابا جی کی صحبت میں انہیں ایک خاص روحانی حظ حاصل تھا اُن کا سینہ نور محبت سے لبریز تھا۔ دوسروں کے درد کو اپنا ذاتی درد جانتے تھے۔

(تذکرہ بابا نانک علیہ الرحمۃ ص)

اب منظوم کلام نقل ذیل ہے - ملاحظہ فرما کر مسلمانوں کی بابا نانک صاحب سے محبت اور عقیدت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے - چنانچہ سب سے پہلے بخش حمد علی صاحب بار ایٹ لا کی نظم جو انہوں نے "ننکانہ کے یاتری ترانہ" کے عنوان سے لکھی ہے سکھ اخبار شیر پنجاب سے نقل کرتا ہوں:-

چرنوں میں رہوں تیرے نقشِ کفِ پا بن کر
قدموں سے لپٹ جاؤں زنجیرِ فا بن کر
نانک تیری نگری میں آیا ہوں گدا بن کر

صورت تیری نورانی جلوہ تیرا عرفانی
اِک بار سنا دے پھر وہ نغمۂ روحانی
نانک تیری نگری میں آیا ہوں گدا بن کر

میخانۂ وحدت کا پھر کھول دے خمخانہ
توحید کے ساغر کا پیاسا ہے یہ مستانہ
نانک تیری نگری میں آیا ہوں گدا بن کر

خود چشمۂ صافی سے جی بھر کے پلا ساقی
درماندۂ محفل ہوں کاسہ ہے میرا خالی
نانک تیری نگری میں آیا ہوں گدا بن کر

بالا تیرا طالب تھا عاشق تیرا مردانہ
میں بھی ہوں تیرے در کا شیدائی و دیوانہ
نانک تیری نگری میں آیا ہوں گدا بن کر

تو بحرِ سخا داتا تو صاحبِ دل آقا
لے سیس غریبوں کی دے دل سے دعا بابا
نانک تیری نگری میں آیا ہوں گدا بن کر

بر آئیں تمنائیں پوری ہوں سب آشائیں
باقی نہ رہیں دل کے ارمان نکل جائیں
نانک تیری نگری میں آیا ہوں گدا بن کر

(اخبار شیر پنجاب لاہور ۱۴ نومبر ۱۹۴۰ء)

(۲) از خواجہ دل محمد صاحب ایم - اے پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

بنجا بیچ جاگے بھاگ طالب نانک سا آگاہ گرد
آگاہ گرو دلخواہ گرو جھماہ گرو ذیجاہ گرو
جب ظلم جہاں کو چھوڑ چلے اور بولے عشق اللہ گرو
آکاش پہ ظاہر نور ہوا اور چمکے بن کر ماہ گرو
اس خوبی کے اس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو
اک ماتھے ٹیکا وحدت کا نیچے مستانہ چولا ہے
اور زلفوں نے اک مستی کا بازار نقش میں کھولا ہے
جو بات کہی سو قند بھری ہر قول جچا اور تولا ہے
کیا روپ سروپ مزین ہے منہ کیسا بھولا بھالا ہے
کیا کیا پیارا پیارا رکھتے ہیں دل بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو
اس شمع سے موجس دل کو لگن اس دل میں نور اُجالا ہو
جو چاند کے گرد آگرد رہے دل اُس کا روشن ہالہ ہو
گر انکی سچی باتوں کو کوئی دل میں سمجھنے والا ہو
گر چیلا ہو مردانہ ہو اور بولی بھی اُسی کا بالا ہو
اور دھن دھن بھاگ بھی اس کے ہیں جسکے نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو
فرماتے آپ برہمن کو ہر آگے سیس جھکا بابا
کیوں ہاتھ بنائی مورت کو تو پوجت ہے بتلا بابا
کیا سوتک پاتک چھوت جنیو کیا منڈن جنم کتھا بابا
وہاں کرم دھرم کو پوچھت ہیں نہیں جاتی کی پرواہ بابا
ہاں جھوٹے کرم چھڑاتے تھے سب بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو
چل جبرہ وفا کی مسجد میں مسلم کو سمجھاتے تھے
محراب بنا وجہ اللہ کا عشق نماز پڑھاتے تھے
ان کیسوں ہر دیوں میں تھے بابا نانک شاہ گرو
سب سیس نوا ارداس کرو اور ہر دم بولو واہ گرو

(افضل الانبیاء مشرق مصنف جنگ بہادر)

صلاح الدین ملک ایم - اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

معارف القرآن

وجعلوا بیوتکم قبلۃ واقیموا الصلوٰۃ ط وبشر المؤمنین۔

تفسیر:- واجعلوا بیوتکم قبلۃ کے معنی قبلہ کے مختلف معنوں کی وجہ سے کئی ہوں گے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایسے الفاظ کا استعمال کیا ہے کہ ایک لفظ میں کئی معانی پر دلالت کرے۔ پس جس قدر معنی سیاق وسباق کی رو سے لگ سکیں وہ سب ہی مراد ہو سکتے ہیں۔ پس قبلہ کے متفرق معنوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس آیت کے یہ معنی ہوں گے (۱) اکٹھے ہو کر رہنا چاہیئے۔ کیونکہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے گھر تب ہی ہو سکتے ہیں۔ جب سب لوگ اکٹھے ہو کر رہیں۔ (۲) ایک دوسرے سے تعاون کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آمنے سامنے مکان بنانے کی غرض یہی ہو سکتی ہے کہ وقت پر آسانی سے مدد دے سکیں (۳) چونکہ قبلہ کے معنی جہت کے بھی ہیں۔ اس سے یہ بھی مراد ہے کہ ایک ہی طرح سب مکان ہوں یعنی سب جماعت نظام کے ماتحت ہو (۴) قبلہ کے معنی نوع کے بھی ہیں اس سے یہ مراد ہے کہ قومی ترقی کے لئے امیر وغریب میں رابطہ ضروری ہے۔ اقیموا الصلوٰۃ میں دعاؤں کی طرف استقلال کے ساتھ کام کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کیونکہ اقامت استقلال پر دلالت کرتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس میں سات گر ترقی کے بتا دیئے گئے ہیں۔ جن پر عمل کرکے دنیا کی ہر قوم ترقی کر سکتی ہے یعنی

(۱) اجتماع (۲) اتحاد (۳) تعاون (۴) نظام (۵) بڑے چھوٹوں میں ارتباط (۶) دعا (۷) استقلال۔

اور آخری گر نگران کے لئے بتایا کہ جو لوگ حلقہ اطاعت میں آجائیں ان کو کامیابی کی خوشخبری دے دے کر ان کا حوصلہ بڑھاتے رہنا چاہیئے۔ اور مایوسی وناامیدی کو نزدیک نہیں آنے دینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ سب بڑی آفتوں سے بڑی آفت ہیں۔ (از تفسیر کبیر)

اخبار احمدیہ قادیان

زائرین قادیان

ذیل کے احباب قادیان تشریف لائے:۔

(۱) ۱ار نومبر۔ (حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے فرزند) مکرم صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب مع بیگم صاحبہ (محترمہ صاحبزادی امۃ البدیع بیگم صاحبہ بنت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ) اور بچگان صاحبزادی امۃ المجیب بیگم صاحبہ۔ صاحبزادی امۃ الرقیب بیگم صاحبہ اور صاحبزادی امۃ الغفور بیگم صاحبہ (مؤخر الذکر دو کہ پاکستان میں پیدا ہوئیں اور پہلی مرتبہ قادیان دیکھا) وعزیزم حمید الدین (پسر ملک صلاح الدین) (۲) ار نومبر لاہور سے خطاء المنان صاحب (پسر محترم مولوی رحمت علی صاحب فاضل سابق رئیس التبلیغ انڈونیشیا) مع والدہ محترمہ (۳) ۱۷ار نومبر ضلع مظفر گڑھ سے بشارت احمد صاحب بشیر بی۔ایس سی (پسر مکرم مولوی عبد الرحمن صاحب جٹ ناظر اعلیٰ وامیر مقامی) مع اہلیہ محترمہ۔ در ربوہ سے شیخ محمد یحییٰ صاحب (خلف محترم شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساوی) وغلام احمد صاحب (پسر مولوی عبد الحمید صاحب تاجر قادیان) (۴) ۷ار نومبر کو لاہور سے میاں کرم الدین عنایت صاحب مع دختر۔ امیر حمزہ صاحب کنزل جی۔پی۔او۔ فضل احمد صاحب مع اہل وعیال اور ربوہ سے اقبال احمد صاحب (مددگار کارکن دفتر حفاظت مرکز (۵) ۱۶ار نومبر۔ ربوہ سے وحید احمد صاحب (پسر ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب قادیان) (۶) ۲۸ار نومبر لاہور سے ملک خورشید انور صاحب (۷) ۱۱ار نومبر۔ لاہور سے اقارب مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر امور عامہ) ملک رفیق احمد صاحب (برادر نسبتی) مع اپنی والدہ محترمہ نیز محترمہ خالدہ اقبال صاحبہ ایم۔اے۔بی ٹی۔ہیڈ مسٹرس صدر لاہور (۹) اور قدیر (۸) مکرم ملک صلاح الدین صاحب قائم مقام ناظر بیت المال کے والد صاحب اور بھائی) مکرم ملک نیاز محمد صاحب (صحابی) وملک برکت اللہ خان صاحب مع اہلیہ محترمہ وبچگان امۃ المجید۔ بشریٰ۔ نعیم اللہ خان ونفیسہ منٹگمری سے (۱۰) ۲۲ار نومبر ربوہ سے عبد الرشید صاحب (پسر زادہ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ (۱۱) ۲۳ار نومبر محمد حنیف صاحب (پسر مولوی محمد شریف صاحب کشمیری دکاندار ربوہ (۱۲) ۲۸ار نومبر چوہدری خلیل احمد صاحب پسر چوہدری وزیر محمد صاحب لاہور سابق دار الرحمت قادیان وخالہ زاد برادر احمد حسین صاحب قادیان) (۱۳) ۲۸ار نومبر کو برادر زادہ مکرم عاجز صاحب) محمد انور خان صاحب محکمہ انکم ٹیکس لاہور مع والدہ محترمہ وہمشیرہ محترمہ۔ (۱۴) ۲۹ار نومبر ربوہ سے عبد الہادی صاحب (پسر مولوی عبد الحمید صاحب قادیان) (۱۵) ۳۰ار نومبر۔ سرگودہا سے مکرم بھائی محمود احمد صاحب انگوی (صحابی) سابق مالک احمدیہ میڈیکل ہال قادیان اور ملک برکت اللہ خان (برادر ملک صلاح الدین صاحب) (۱۶) یکم دسمبر لائل پور سے ڈاکٹر نذیر احمد صاحب بگوی

قادیان میں جلسہ سیرت النبی صلعم کا انعقاد

۱۴ار نومبر جلسہ سیرت النبی صلعم دو بجے بعد دوپہر پرانی زنانہ جلسہ گاہ میں جناب پنڈت موہن لال صاحب ایڈووکیٹ ممبر پبلیٹو کونسل کی زیر صدارت شروع ہوا۔ ابتداء میں اس کی غرض وغایت بتادی گئی تھی۔ ذیل کے غیر مسلم احباب نے حضرت نبی کریم صلعم وخراج عقیدت کرتے ہوئے حضور کے سوانح بیان کئے (۱) مسٹر خیراتی رام صاحب سریش مالک کارخانہ بٹالہ (۲) مسٹر میلارام صاحب طاہر جنرل سکرٹری کانگرس کمیٹی (۳) سردار کشمیر سنگھ صاحب صدر پنجاب سٹوڈنٹس کانگرس (جالندھر) (۴) ڈاکٹر گوربخش سنگھ صاحب قادیان (۵) سردار پریتم سنگھ صاحب بھاٹیہ قادیان (۶) سیٹھ بانکے لال صاحب پریذیڈنٹ کانگرس کمیٹی قادیان۔ ان میں کئی مقررین نے اس امر پہ خوشی کا اظہار کیا کہ اوتاروں کے سوانح سنانے کے لئے منعقدہ جلسوں میں احمدی شرکت کرتے ہیں جس سے رواداری کا جذبہ بڑھتا ہے۔ مندرجہ بالا مقررین کے علاوہ جماعت کے مولوی ابراہیم صاحب فاضل انچارج مدرسہ احمدیہ ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے ناظر بیت المال حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم وتربیت اور مولوی عبد الحق صاحب نے اپنے خیالات سے حاضرین کو محظوظ کیا۔

تقریروں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی مثلاً دیگر اقوام سے حسن سلوک، بیواؤں، یتیموں اور مسکینوں کی نگہداشت غریب پروری، طبقہ مستورات پر احسانات اور دیگر صفات اعلیٰ کا ذکر مفصل کیا گیا اور آپ کے متعلق غیر مسلم معززین مورخین اور دیگر اکابرین کی آراء سنائی گئیں۔

جناب پنڈت موہن لال صاحب صدر جلسہ نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ موجودہ دنیا کس طرح ہلاکت کی طرف قدم بڑھا رہی ہے۔ جس کی وجہ صرف اور صرف مادہ پرستی ہے۔ حالانکہ دنیا کی نجات صرف روحانیت سے وابستہ ہے۔ اور ساری بدامنی محض مادہ پرستی کے باعث ہے اور دنیا ان اوتاروں اور بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر نجات حاصل کر سکتی ہے۔

جلسہ چھ بجے شام کو ختم ہوا۔ جلسہ میں مقامی مسلمانوں کے علاوہ کافی ہندو سکھوں اور عیسائیوں نے شرکت کی۔ جلسہ کے لئے شہر میں منادی کرادی گئی تھی اور معززین کو دعوت نامے بھجوا دیئے گئے تھے۔ جلسہ کا انتظام وغیرہ نظارت دعوۃ وتبلیغ نے کیا۔

(برادر نسبتی عمر الدین صاحب قادیان) مع اہل وعیال (۱۷) ۲ار دسمبر ربوہ سے مکرم مختار احمد صاحب، سیف انسپکٹر بیت المال (برادر ممتاز احمد صاحب ہاشمی قادیان)

احباب ذیل قادیان سے واپس تشریف لے گئے:۔

(۱) ۱۱ار نومبر کو سعید احمد صاحب (پسر ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب قادیان) اور ۲۱ار نومبر کو قاضی مبارک احمد صاحب شاہد (برادر قاضی عبد الحمید صاحب درویش قادیان) (۲) ۲۰ار نومبر محمد اقبال صاحب (۳) ۲۱ار نومبر کو امیر حمزہ صاحب مالاباری وملک خورشید احمد صاحب (۴) ۲۳ار نومبر کو مکرم صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب مع اہل وعیال ومکرم بشارت احمد صاحب (۵) ۲۴ار نومبر۔ عبد الرشید صاحب (۶) ۲۸ار نومبر ملک برکت اللہ خان صاحب (۷) ۲۹ار محمد انور خان صاحب وچوہدری خلیل احمد صاحب (۸) ۲ار دسمبر کو ملک نیاز محمد صاحب۔ محمد حنیف صاحب (پسر محمد شریف صاحب) اور محترمہ امۃ العزیز صاحبہ وحبیب الرحمن صاحب سیف وبچگان قریشی عطاء الرحمن صاحب آڈیٹر صدر انجمن قادیان)

خطبہ عید الفطر

تم خدا تعالےٰ کی خاطر عید مناؤ اور اپنے مقصد و مدّعا کو مت بھولو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۳ر جون ۱۹۵۷ء بمقام ربوہ

خطبہ نویس:۔ مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی واقف زندگی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے ایسی تقریبوں کا نام جو کہ

انسان کے لئے خوشی کا موجب

ہوتی ہیں۔ اپنے ایک نبی مسیح ناصری علیہ السلام کے ذریعے عید رکھوایا ہے۔ اور اس آیت سے استدلال کر کے مسلمانوں کی ان تقریبوں کا نام بھی عید رکھ دیا گیا ہے۔ درحقیقت عید کا مادہ عود ہے۔ اور اس نام میں یہ حکمت رکھی گئی ہے۔ کہ اس قسم کی تقریبیں بار بار آئیں۔ عربی زبان خدا کی زبان ہے۔ اگرچہ یہ انسانوں کی بنائی ہوئی ہے۔ لیکن اس کی بنا الٰہی تصرف کے ماتحت ہے۔

عید کا لفظ

عربی زبان کا ہے۔ اور اس نام میں یہ حکمت ہے کہ جب کوئی چیز انسان کے لئے خوشی اور لذت کا موجب ہوتی ہے تو اس کا دل چاہتا ہے کہ وہ اسے پھر بھی ملے۔ پرانے زمانہ کا جو لٹریچر ہے۔ جو اکثر کتابوں میں ہے۔ بچوں کو ایک کتاب پڑھائی جاتی ہے۔ اس میں ایک کہانی کا عنوان ہے۔ "میں نے ایک دفعہ دیکھا ہے۔ دوسری دفعہ دیکھنے کی مجھے خواہش ہے"۔ یعنی اگر کوئی انسان ایسی چیز دیکھے جو اس کے لئے خوشی کا موجب ہو۔ تو اس کی خواہش ہوتی ہے۔ کہ وہ اسے پھر بھی دیکھے۔ اسی لحاظ سے عید کا نام عید رکھا گیا ہے۔ تاکہ یہ موقعہ اسے پھر بھی ملے۔ پس عید کا لفظ ایک تو اس طرف اشارہ کرتا ہے۔ کہ اس میں ایسا لطف لذت اور سرور ہے کہ انسان اس کا تکرار چاہتا ہے۔ دوسرے اس طرف اشارہ کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے چاہتا ہے کہ وہ انسانوں پر بار بار لطف کرے۔ اور انہیں

خوشی کے مواقع

بہم پہنچائے۔ اگر انسان اسے رد کردے تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ ورنہ خدا تعالےٰ اپنے بندوں پر بار بار فضل کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا اذا مرضت فھو یشفین (شعراء ع ۵) کہ بیمار میں ہوتا ہوں۔ اور شفا مجھے اللہ تعالےٰ دیتا ہے۔ غرض

اللہ تعالےٰ کی طرف سے رحمت

آتی ہے۔ اور بندے کی طرف سے اس کی اپنی غلطیوں کی وجہ سے زحمت آتی ہے۔ اس کی طرف خدا تعالےٰ نے ایک اور جگہ اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے رحمتی وسعت کل شیءٍ (اعراف ع ۹) میری رحمت

ہر چیز پر وسیع ہے۔ میں اپنے بندوں کو رحمت ہی رحمت دینا چاہتا ہوں۔ لیکن اگر ان میں سے کوئی رحمت نہ لے۔ تو میں کیا کروں۔ گزشتہ انبیاء کی قوموں نے جب خدائی ہدایت کو ماننے سے انکار کیا تو خدا تعالےٰ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

انلزمکموھا وانتم لھا کارھون (ھود ع ۳)

یعنے اگر تم خود ہدایت لینا پسند نہیں کرتے ہم جبراً تمہیں ہدایت نہیں دے سکتے لیکن

موجودہ زمانہ میں

اس اصل کا بھی انکار کر دیا گیا ہے یعنی خدا تعالےٰ نے تو یہ اصول مقرر کیا تھا۔ کہ کسی شخص کو بالجبر ہدایت نہیں دی جا سکتی۔ لیکن اب بعض مولویوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ ڈنڈا ہاتھ میں لے لیا۔ اور کلمہ پڑھا دیا۔ گویا ان کے نزدیک جبر ہی اچھی چیز ہے۔ ورنہ پہلے لوگ غلطی پر تھے۔ جو دلیلوں کی طرف جاتے تھے۔ ان کے نزدیک اصول بدل گیا ہے۔ ان کے نزدیک اگر کوئی شخص دین کی بات نہیں مانتا تو اسے بالجبر منوایا جائے تو جائز ہی نہیں ضروری ہے۔ ان مولویوں کے اس عقیدہ پر ہمیشہ

فطرت صحیحہ

رکھنے والوں کی طرف سے مذاق اڑایا جاتا ہے۔ اور یہ مذاق بھی ہندوؤں۔ سکھوں یا عیسائیوں نے نہیں بنایا بلکہ خود مسلمانوں نے بنایا ہے۔ لطیفہ مشہور ہے کہ کوئی پٹھان تھا۔ اس نے اپنے لڑکے کی تعلیم پر ایک ہندو کو مقرر کیا۔ ایک دن اس نے دیکھا۔ کہ ہندو آگے آگے بھاگ رہا ہے۔ اور لڑکا اس کے پیچھے دوڑ رہا ہے۔ اس ہندو نے جب لڑکے کے باپ کو دیکھا۔ تو وہ ٹھہر گیا۔ اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ خان صاحب میری جان بچایئے۔ پٹھان نے اس سے دریافت کیا۔ بات کیا ہے؟ اس نے کہا تمہارا لڑکا مجھے مارنے لگا ہے۔ لڑکے نے بتایا کہ میں نے سنا ہے۔ کہ جو شخص کسی کافر کو کلمہ پڑھا

دے۔ وہ سیدھا جنت میں جاتا ہے۔ وہاں اسی طرح اگر کوئی شخص کلمہ نہ پڑھے تو جو شخص اسے مار دے وہ بھی سیدھا جنت میں جاتا ہے۔ یہ چونکہ کلمہ نہیں پڑھتا۔ اس لئے میں اسے مارنا چاہتا ہوں۔ اس پر اس پٹھان نے ہندو کو پکڑ لیا اور کہنے لگا خو میرے بیٹے کا یہ پہلا وار ہے۔ یہ خالی نہیں جانا چاہیئے۔ اب ہے تو یہ ایک لطیفہ۔ مگر یہ لطیفہ مسلمانوں نے ہی بنایا ہے۔ ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں نے نہیں بنایا۔ فطرت صحیحہ نے جب دیکھا کہ یہ مذاق والی بات ہے۔ تو اس نے اس قسم کے لطائف بنا دیئے۔ ورنہ فطرت صحیحہ اور

خدا تعالےٰ کی ہدایت

شروع سے ہی یہ کہتی چلی آئی ہے کہ

انلزمکموھا وانتم لھا کارھون

کیا ہم تمہیں جبراً ہدایت دے سکتے ہیں۔ اس حال میں کہ تم اسے ناپسند کرتے ہو۔ پس یہ چیزیں جبری طور پر نہیں آتیں۔ بے شک خدا تعالےٰ کی طرف سے اس کی رحمت معافی اور بخشش آتی ہے۔ لیکن کسی انسان کو بالجبر اس سے حصہ نہیں دیا جا سکتا۔ اگر بندہ اس سے حصہ نہیں لیتا۔ کہ خدا تعالےٰ بادل ناخواستہ اسے سزا دیتا ہے۔ ورنہ خرابی ہمیشہ بندے کی طرف سے آتی ہے۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں آتی۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہمیشہ

رحمت اور بخشش

آتی ہے۔ ہاں اس نے یہ قانون بنا دیا ہے۔ کہ جو شخص اس کی رحمت اور بخشش کو نہ لینا چاہے اس کو جبراً نہ دی جائے۔

پس عید کے لفظ سے دو نکتے نکلتے ہیں اور انہیں قرآنی سند حاصل ہے۔ ایک نکتہ تو یہ ہے کہ جس چیز میں لذت اور لطف محسوس ہو، انسان چاہتا ہے کہ وہ بار بار آئے۔ دوسرے خدا تعالےٰ کی رحمت ایسی ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ اس قسم کی تقریبات بار بار آئیں۔ کیونکہ اس کا دل کبھی کو سزا دینا نہیں چاہتا اس کا دل انسان کو رحمت دینا چاہتا ہے۔ اور اس سے یہ مضمون

بھی نکل آیا کہ صفات الٰہیہ کا اصل رحمت کے بار بار نزول پر ہے۔ مگر کتنے ہیں جن کے لئے عید آتی ہے ایسے لوگ بہت کم ہیں جن کے لئے

حقیقی عید

آتی ہے۔ عید دلی اور ظاہری چین کا نام ہے۔ لیکن بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں دلی چین تو نصیب ہوتا ہے۔ ظاہری چین میسر نہیں ہوتا ہے۔ اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں ظاہری چین نصیب ہوتا ہے۔ لیکن دلی چین سے وہ محروم ہوتے ہیں بعض لوگ باذوق ہوتے ہیں۔ وہ عید پڑھنے چلے جاتے ہیں۔ لیکن ان کے تن پر نہ کپڑا ہوتا ہے۔ اور نہ انہیں

پیٹ بھرنے کے لئے روٹی

میسر ہوتی ہے۔ لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جنہیں ظاہری طور پر سب کچھ نصیب ہوتا ہے۔ ان کی بیویاں زیوروں سے لدی ہوئی ہوتی ہیں وہ زرق برق لباس پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔ ادھر ادھر جانے کے لئے ان کے پاس کاریں ہوتی ہیں۔ بچے کھلانے کے لئے دایاں ہوتی ہیں گھروں میں قسما قسم کے کھانے پک رہے ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے معدہ میں ناسور ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کھانوں کی لذت نہیں آتی۔ مقدمات اور آپس کے لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے انہیں

حقیقی خوشی

نصیب نہیں ہوتی۔ انہوں نے بڑے بڑے کپڑے پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔ لیکن کے پاس بیٹھی ہوئی پھٹے پرانے کپڑے پہننے والی عورت کا دل باغ باغ ہوتا ہے۔ لیکن ان کے دل اندرونی زخموں کی وجہ سے داغ داغ ہو رہے ہوتے ہیں۔ غرض کسی شخص کی عید اس رنگ میں خراب ہو جاتی ہے اور کسی شخص کی عید اس رنگ میں خراب ہو جاتی ہے وہ شخص جسے ظاہری طور پر بھی عید میسر ہو۔ اور باطنی طور پر بھی اسے حقیقی عید حاصل ہو۔ بڑی تلاش کے بعد ملتا ہے اور وہی شخص جسے

ظاہری اور باطنی دونوں لحاظ سے

عید نصیب ہو حقیقی خوشی محسوس کر سکتا ہے۔ اور کہہ سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ یہ دن بار بار لائے ورنہ دوسروں کے لئے اس خواہش کا اظہار لیا

ہو ہے۔ جیسے لطیفہ مشہور ہے کہ کوئی شخص سسرال جا رہا تھا۔ اور وہ منحوس الفاظ دہراتا جا رہا تھا۔ رستہ میں کچھ لوگ اُسے ملے گئے انہوں نے اُسے اس قسم کے الفاظ دہرانے سے منع کیا۔ اور ان کی بجائے جو الفاظ انہوں نے تجویز کئے اس نے وہ الفاظ دہرانے شروع کر دیئے۔ ایک جگہ پر ایک برات جا رہی تھی۔ اور وہ یہ الفاظ دہرا رہا تھا۔ کہ خدا تعالےٰ یہ دن کبھی نہ لائے۔ براتیوں نے اسے مارا اور کہا تم یہ منحوس الفاظ کیوں دہرا رہے ہو۔ اس نے کہا میں پھر کیا کہوں۔ انہوں نے کہا تم یہ کہو۔ کہ خدا تعالےٰ یہ دن ہر ایک کو نصیب کرے۔ اس پر اس نے یہ الفاظ دہرانے شروع کر دیئے۔ آگے گیا تو ایک جنازہ آ رہا تھا۔ جنازہ کے ساتھ آنے والوں نے جب یہ الفاظ سنے تو انہوں نے اُسے خوب مارا۔ اور کہا ہمارا عزیز مر گیا ہے۔ اور ہمارے دل زخمی ہیں اور تم کہہ رہے ہو کہ خدا تعالےٰ یہ دن ہر ایک کو نصیب کرے۔ اس نے کہا پھر میں کیا کہوں۔ انہوں نے اُسے

بعض اور الفاظ

بتا دیئے جو اس نے دہرانے شروع کر دیئے۔ بس جس کا دل افسردہ ہے۔ کیا وہ کہے گا کہ یہ دن خدا تعالےٰ بار بار لائے۔ وہ تو کہے گا۔ کہ خدا کرے۔ یہ دن پھر نہ آئے۔ پھر جس کا ظاہر دکھی ہوگا وہ جب دوسری عورتوں کو زیور پہنے دیکھے گا۔ وہ جب دوسروں کو زرق برق لباس پہنے اور عطر لگائے دیکھے گا تو وہ کہے گا

خدا تعالےٰ کی شان

ہے۔ ہم تو اپنے بچوں کو تھپڑ مارتے ہیں۔ کہ وہ ہم سے نئے کپڑے کیوں مانگتے ہیں۔ ہمارے پاس سو باں نہیں جو نئے کپڑا نہیں دیں۔ اور یہ ہیں کہ زرق برق لباس پہنے ہوئے ہیں۔ کاروں میں سفر کر رہے ہیں۔ بچوں نے سلے ماتیں منقرہیں عورتیں قسم قسم کے زیور پہنے ہوئے ہیں۔ ہم تو کہیں گے کہ خدا تعالےٰ یہ دن پھر نہ لائے۔ تاکہ ہمیں اور ہمارے بچوں کو تکلیف نہ ہو۔ پس عید کا منانا ہر ایک کے اختیار میں نہیں۔ بہت کم لوگ ایسے پائے جاتے ہیں۔ جنہیں حقیقی عید نصیب ہوتی ہے۔ کیونسٹوں کو دیکھ لو انہوں نے ظاہری طور پر عید منانی چاہی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا وہ اس

ظاہری عید

کے منانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ منہ کے دعوؤں سے کیا بنتا ہے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ ان کی سکیم کامیاب ہو گئی ہے۔ ان کے سکہ کی یہ حالت ہے کہ وہ اس کی قیمت کو صحیح طور پر قائم

نہیں کر سکے۔ اس کی قیمت اتنی بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔ اور دوسری طرف اس کی ناکامی اس بات سے ظاہر ہے کہ وہ سکہ کی قیمت بار بار وصول کرتے ہیں۔ مثلاً وہ باہر والوں کو کہتے ہیں۔ کہ تمہیں ایک پونڈ کے بدلے پانچ روبل ملیں گے۔ لیکن انہی کو یہ کہتے ہیں۔ کہ تمہیں پانچ سو روبل کے بدلے میں ایک پونڈ ملے گا۔ اور اصل قیمت اس کی دو سو روبل ملتی ہے۔ دوسرے ممالک کے ایمبیسڈر وہاں جاتے ہیں۔ اور چونکہ بعض ممالک بہت مالدار ہوتے ہیں۔ اس لئے۔

باہر کی ایمبیسیوں کا مجموعی خرچ

دس پندرہ لاکھ پونڈ سالانہ ہو جاتا ہے۔ اور روس والے اس ذریعہ سے کروڑ ڈیڑھ کروڑ پونڈ سالانہ کما لیتے ہیں۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ان کی حالت درست نہیں۔ باہر والوں کو تو وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے مزدوروں کو مثلاً پانچ چھ سو روبل دیتے ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں امریکن مزدور کو سوا سو ڈالر ملتے ہیں۔ اور سوا سو ڈالر کے بدلہ میں پانچ سو روبل ملتا ہے۔ گویا ہمارے مزدور کو امریکن مزدور سے کئی گنا زیادہ مزدوری ملتی ہے۔ کیونکہ ہمارے ہاں اشیاء ارزاں ہیں۔ لیکن اگر اس ملک والے ڈالر لینا چاہتے ہیں تو انہیں اس کی قیمت بڑھا کر دکھائی جاتی ہے۔ ان کے پانچ سو روبل در اصل چودہ پندرہ ڈالر کے برابر ہوتے ہیں۔ گویا پاکستان والی مزدوری آ گئی۔ حالانکہ

یورپین ممالک میں

مزدور کی مزدوری اس سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ تو نتیجہ روس والوں نے کیونزم تو بنا دیا۔ یا کئی اور ممالک ہیں جنہوں نے اس قسم کی سکیمیں تیار کیں۔ لیکن وہ کامیاب نہیں ہو سکیں۔ جرمن سکہ کی قیمت بھی کسی زمانہ میں اتنی گر گئی تھی۔ کہ ایک پونڈ کی قیمت کئی لاکھ مارک ہو گئی تھی۔ شروع شروع میں جب جرمن سکہ کی قیمت دو سو تین سو یا چار سو گنا گر گئی۔ تو لوگوں نے خیال کیا۔ کہ اس وقت جرمن سکہ خرید لیا جائے تو کچھ عرصہ کے بعد قیمت بڑھ جانے کی وجہ سے کافی منافعہ ہوگا۔ ان دنوں مولوی عبدالمغنی خان صاحب ناظر بیت المال تھے۔ انہوں نے سمجھا کہ

روپیہ کمانے کا فن

نکال لیا ہے۔ ہم جرمن سکہ خرید لیتے ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد جب اس کی قیمت بڑھ جائے گی۔ تو ہمیں کئی گنا روپیہ منافعہ میں ملے گا۔ انہوں نے مجھے لکھا۔ کہ ہم پچاس ساٹھ ہزار روپیہ وہاں بھیج دیں تو ہمیں ایک کروڑ روپیہ مل جائے گا۔

میں نے کہا سلسلہ کا روپیہ تو میں دیتا نہیں ہاں میں اپنا کچھ روپیہ دے دیتا ہوں۔ میں نے اپنے ایک عزیز سے کہا کہ تم جرمنی جا کر تعلیم حاصل کر آؤ۔ کیونکہ میرا خیال تھا۔ کہ وہاں تھوڑے سے روپے میں تعلیم حاصل ہو جائے گی۔ چنانچہ میں نے دو ہزار روپیہ جرمنی کے ایک بنک میں بھیجدیا۔ جس کے بدلے میں جرمن سکہ وہاں میرے حساب میں قریباً دو تین لاکھ جمع ہو گیا۔ میں نے اپنے عزیز کو جرمنی روانہ کر دیا۔ مگر رستہ میں اسے حالات کچھ اس قسم کے پیش آ گئے۔ کہ وہ بجائے جرمنی جانے کے انگلستان چلا گیا جماعت اور دوستوں نے بھی مارک خریدے اور اس طرح

اڑھائی تین ہزار روپے کے مارک

خرید لئے گئے۔ اس کے بعد مارک کی قیمت روز بروز گرتی گئی۔ جب پانچ چھ سو گنا مزید گر گئی تو مجھے تحریک کرنے والوں نے کہا کہ اب ہم کیا کریں۔ میں نے کہا اب کیا ہو سکتا ہے۔ آپ لوگوں نے ہی تحریک کر کے روپیہ ضائع کیا ہے۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد وہ واقعہ میں اپنے روپے کو رو دھو کر بیٹھ گئے۔ ہم نے یہ روپیہ ایک بڑے بنک میں جمع کرایا تھا۔ کیونکہ ہمارا خیال تھا۔ کہ جب لاکھوں روپیہ ملے گا۔ تو چھوٹا بنک اس کی ادائیگی نہیں کر سکے گا بعد میں میں نے بنک کو لکھا۔ کہ میں نے فلاں وقت اتنا روپیہ جمع کرایا تھا۔ جا بے اس کی قیمت بہت زیادہ گر گئی ہے۔ لیکن تاہم اس کی کچھ نہ کچھ قیمت تو ہوگی۔ آپ تحریر کریں۔ اب اس روپے کے کتنے پاؤنڈ مل سکتے ہیں۔ بنک کا منیجر کوئی بامذاق آدمی تھا۔ اس نے مجھے جواب لکھا کہ آپ کا روپیہ ہمارے بنک میں جمع تھا۔ لیکن اب اس کی کوئی بھی قیمت نہیں۔ بلکہ اس خط پر جو ٹکٹ لگا ہے۔ وہ بھی اس روپیہ سے کئی گنا زیادہ قیمتی ہے۔ گویا اس

روپیہ کی قیمت

ایک دمڑی سے بھی کم رہ گئی تھی۔ اب اگر جرمنی والے کہتے کہ امریکہ اگر اپنے مزدور کو اسّی پونڈ دیتا ہے۔ تو ہم اپنے مزدور کو ایک لاکھ یا دو لاکھ مارک دیتے ہیں۔ تو اس کے معنے صرف یہ ہوتے کہ وہ اپنے مزدور کو بارہ تیرہ روپے ماہوار دیتے ہیں۔ یہی حال روس کا ہے وہ اپنے مزدور کو امریکہ سے کئی گنا کم دیتے ہیں۔ اور دعوےٰ یہ کرتے ہیں۔ کہ ہم نے ملک میں مزدور کا درجہ بلند کر دیا ہے۔ ہم اسے پچاس ہزار سے کم نہیں دیتے۔ حالانکہ اس کے معنے صرف پچاس ساٹھ روپیہ کے ہوتے

ہیں۔ پس یہ شکل دے کر کہہ دینا کہ ہم نے ملک والوں کو

عید کا موقعہ

بہم پہنچایا ہے۔ اور چیز ہے۔ ورنہ حقیقی عید روس بھی نہیں دے سکا۔ یہاں آنے والوں کی حالت بے شک اچھی نظر آتی ہے۔ اگر کوئی روسی اس طرف آئے تو اسے دیکھ کر لوگ یہ خیال کر لیتے ہیں کہ ان کے ملک میں مزدور کی حالت نہایت اچھی ہے لیکن حقیقت اس کے خلاف ہوتی ہے۔ ملک عمر علی صاحب کو اگر توفیق مل جائے۔ تو انہیں

تبلیغ کا بہت شوق

ہے۔ ایک دفعہ وہ سندھ کے سفر پر میرے ساتھ گئے۔ ہم تو سیکنڈ کلاس کے ڈبہ میں سوار ہوئے لیکن ملک عمر علی صاحب اپنی ریاست کے خیال سے فرسٹ اور ایرکنڈیشنڈ کمپارٹمنٹ میں سوار ہوئے۔ ایک روسی بھی اسی کمپارٹمنٹ میں سوار تھا۔ اس سے ان کی گفتگو ہوئی۔ گاڑی کسی سٹیشن پر ٹھہری تو ملک صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے ایک روسی دوست میرے ہم سفر ہیں۔ میں نے ان سے گفتگو کی ہے۔ وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں۔ تو میں انہیں آپ کے پاس لے آؤں۔ میں نے کہا ممکن ہے اس میں کوئی سنجیدگی نہ ہو۔ ملک صاحب نے کہا نہیں۔ وہ بہت سنجیدہ انسان ہیں۔ میں نے کہا یہ غلط ہے۔ اگر وہ سنجیدہ انسان ہیں تو انہیں کہو میرے پاس آئیں میں ہے کہ اگر میں آپ کے ملک میں ہوتا تو وہاں سے نکال دیا جاتا۔ کہ میں کیپیٹلسٹ ہوں۔ لیکن میں سیکنڈ کلاس میں سفر کر رہا ہوں۔ اور تم فرسٹ کلاس اور پھر

ایرکنڈیشنڈ کمپارٹمنٹ

میں سفر کر رہے ہو۔ تم کو یہ روپیہ کس نے دیا ہے۔ تم مزدور ہو کر اس طرح روپیہ کس طرح خرچ کر سکتے ہو۔ جبکہ میں تمہارے نزدیک کیپیٹلسٹ ہو کر سیکنڈ کلاس میں سفر کر رہا ہوں۔ پس یا تو تم ثابت کرو کہ روس کے سب لوگ اتنا خرچ کر سکتے ہیں اور یا سیدھی بات یہ ہے کہ تم جاسوس ہو۔ اور پراپیگنڈا کی غرض سے یہاں آئے ہو۔ ملک صاحب کچھ دیر کے بعد آئے۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ اس نے کہا ہے۔ کہ اب موقعہ نہیں۔ پھر کسی وقت ملاقات کروں گا۔ میں نے کہا۔ اصل میں روس والی میں کالا ہے اسے روپیہ دے کر یہاں پراپیگنڈا کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ورنہ اس کے پاس جو رقم ہے وہ اس کی ذاتی نہیں۔ اور نہ ہی وہ کپڑے اس کے اپنے ہیں۔ جو اس نے پہن رکھے ہیں۔

برطانیہ کے وزیر اعظم

مسٹر لائڈ جارج کسی کام کے لئے روس گئے۔ وہ

کے لئے تمہیں کسی دنیوی خواہش کے لئے نہیں بلکہ محض خدا تعالیٰ کے لئے اور اسلام کی خاطر

ایک سے زیادہ شادیاں کرو

تو تمہاری تعداد بہت زیادہ ہو جائے گی۔ مثلاً اگر تم میں سے ہر مرد تین تین شادیاں کرے۔ تو ایک ہی نسل میں تمہاری آبادی پانچ فی صدی سے بندرہ فی صدی ہو جائے گی۔ گویا پہلے اگر تم چودہ فی صدی تھے۔ تو اب تم ۲۹ فی صدی ہو جاؤ گے۔ پھر آگے جو اولاد ہو گی وہ بھی شادی کرے گی۔ ہمارے ملک میں بالعموم ایک سال میں ایک فی صدی نسل بڑھتی ہے۔ اسی طرح تمہاری نسل چار فی صدی بڑھے گی۔ پھر اگر تمہاری اولاد اسی اصول پر عمل کرے تو تم دو نسلوں میں ۵۰ فی صدی ہو جاؤ گے۔ لیکن میں نے کہا۔ میں جانتا ہوں کہ تم لوگوں نے میری اس نصیحت پر عمل نہیں کرنا۔ اس لئے کہ اس وقت خود تم میں اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے محبت نہیں رہی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کئی باتیں جو حکمت سے پُر تھیں تم انہیں محض یورپ کی نقل میں ترک کر رہے ہو۔ پچھلی جنگ عظیم کے بعد میں نے بعض جرمن مصنفین کی کتب پڑھیں۔ انہوں نے لکھا تھا کہ یہ مسئلہ اب قابل غور ہے۔ کہ لوگ ایک سے زیادہ شادیاں کریں۔ ورنہ ہماری قوم کی نسل ختم ہو جائے گی۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد تو حالات پہلے سے بھی زیادہ نازک ہو گئے تھے

غرض

تبلیغ اور کثرت ازدواج

ایسے اہم مسائل ہیں کہ اگر مسلمان ان پر عمل کرتے تو دور بین لگا کر بھی کوئی غیر مسلم نظر نہ آتا۔ لیکن مسلمانوں نے تبلیغ کے عظیم الشان حکم کو بھی چھوڑا۔ اور کثرت ازدواج کے متعلق جو حکم دیا گیا تھا۔ اس پر بھی عمل پیرا نہ ہوئے۔ وہ شخص کہنے لگا۔ ہم لوگ تو غریب ہیں اگر ہم کثرت ازدواج کے حکم پر عمل کریں گے تو ہم بھوکے مر جائیں گے۔ ہم تو پہلے ہی بھوکوں مر رہے ہیں۔ ہماری اولاد کہاں سے کھائے گی۔ میں نے کہا۔ یہاں قانون قدرت تمہاری مدد کرے گا۔ دنیا میں جتنی بغاوتیں ہوتی ہیں۔ وہ مالداروں نے نہیں کیں غرباء نے کی ہیں۔ مالداروں نے یوں کوئی جتھہ بنا لیا ہو تو اور بات ہے۔ عام بغاوت کبھی ان کے ذریعے نہیں ہوئی لو جیسے ہمارے ملک میں اسلامی جماعت ہے۔ محض تعلق

مفادات کے حصول کی خاطر

اس نے ایک جتھہ بنا لیا ہے۔ یہ ایک استثنائی اور بناوٹی صورت ہے۔ پس امراء کی وجہ سے کسی ملک میں بغاوت کی عام آگ نہیں لگی۔ جب بھی کسی ملک میں بغاوت کی آگ لگی ہے۔ بھوکوں نے لگی ہے فرانس کی تاریخ پڑھ لو۔ جب وہاں بغاوت ہوئی ہے غرباء اور بھوکوں کی وجہ سے ہی ہوئی ہے۔ عوام بادشاہ

کے خلاف اُٹھے۔ وہ فاقہ زدہ تھے۔ ان کی مالی حالت بالکل گر چکی تھی۔ انہوں نے جوش میں آکر قصر شاہی کے سامنے مظاہرہ کیا۔ امراء اپنی حالت میں مست تھے۔ انہیں غرباء کی زبوں حالی کا احساس تک نہیں تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ جس طرح ہم بے فکر ہیں۔ اسی طرح دوسرے لوگ بھی ہوں گے۔ حالانکہ غرباء فاقے کر رہے تھے۔ چنانچہ وہ ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوئے۔ اور

قصر شاہی کے دروازہ کے سامنے

جا کر انہوں نے فرانسیسی زبان میں روٹی روٹی کا نعرہ لگایا۔ ملکہ محل سے باہر گئی ہوئی تھی۔ جب وہ واپس لوٹی۔ اور اس نے ہجوم کو دیکھا تو اس نے دریافت کیا۔ کہ یہ کیسا ہجوم ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ

فاقہ زدہ لوگ

ہیں۔ اور روٹی روٹی پکار رہے ہیں۔ تاریخ میں یہ واقع آتا ہے۔ اور لوگ اسے پڑھ کر ہنستے ہیں۔ کہ وہ ملکہ کس قدر احمق تھی۔ اس نے کہا کہ اگر ان لوگوں کو روٹی نہیں ملتی تو کیک کھا لیں۔ اس احمق کو یہ پتہ نہیں تھا کہ جس شخص کو روٹی نہیں ملتی۔ اسے کیک تو کسی صورت میں نہیں مل سکتے۔ غرض فرانس میں جو بغاوت ہوئی۔ وہ غرباء نے ہی کی تھی۔ رشیا میں جو بغاوت ہوئی اور جس کے نتیجہ میں بالشوازم قائم ہوئی وہ بھی غرباء ہی کے ذریعہ سے ہوئی۔ پھر جرمنی میں بغاوت ہوئی۔ یہ بھی غرباء نے ہی کی تھی۔ اگر عوام کی حالت خراب نہ ہوتی۔ تو ہٹلر کسی صورت میں ترقی نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے لوگوں کو بتایا۔ کہ حکومت اور امراء تمہارا خون چوس رہے ہیں۔ وہ تمہارے ہمدرد نہیں ہیں۔ اس طرح وہ اس کے ہاتھ پر جمع ہو گئے۔ اس لئے اس نے اپنی پارٹی کا نام نیشنل سوشلسٹ رکھا۔ پھر اٹلی میں مسولینی آیا۔ وہ بھی پہلے سوشلسٹ تھا۔ اس نے اپنے نظام میں یہ چیز رکھی کہ ملک میں جو مزدوروں اور پیشہ وروں کی انجمنیں تھیں ان سے حکومت کا انتخاب کرایا غرض جب بھی کسی ملک میں عام بغاوت ہوتی ہے۔ وہ بھوکوں سے ہوتی ہے۔ میں نے اس شخص سے کہا تمہارے لئے خدا تعالیٰ نے بیدرستہ کھول رکھا ہے جب تمہارے بچے بھوکے ہوں گے۔ تو وہ دولت پر قابض لوگوں کے خلاف بغاوت کر دیں گے۔ تم انہیں بھوکے مرنے دو۔ کیونکہ اسی میں تمہاری نجات ہے۔ تم اپنی نسل بڑھاتے جاؤ۔ جب تمہاری اولاد بھوکوں مرے گی۔ تو خود اُٹھے گی۔ اور حکومت پر قبضہ کر لے گی لیکن میری ان باتوں کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ شاید یہ سمجھا۔ کہ میں تو انہیں عقلمند سمجھ کر آیا تھا لیکن انہوں نے تو ملاؤں والی باتیں شروع کر

دی ہیں۔ اور قرآن اور حدیث کو پیش کرنا شروع کر دیا ہے۔ آج تو یہ زمانہ تھا کہ گاندھی جی کی تعلیم اور فلسفہ کو پیش کیا جاتا۔ یورپین تہذیب اور تعلیم کو پیش کیا جاتا۔ مگر یہ تو کہیں کے کہیں چلے گئے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ

مسلمانوں کی ترقی کا راز

انہی دو چیزوں میں مضمر ہے کہ تبلیغ کی جائے۔ اور کثرت ازدواج سے اولاد کو بڑھایا جائے۔ تبلیغ سے ایک یہ فائدہ بھی ہو گا کہ مسلمان اپنی اصلاح کریں گے۔ کیونکہ جب وہ دوسرے لوگوں کے پاس جائیں گے۔ اور انہیں اسلام کی دعوت دیں گے۔ تو وہ ان کی حالت کو دیکھ کر یہ کہیں گے کہ تم خود نماز نہیں پڑھتے۔ تم خود حج نہیں کرتے۔ تم خود زکوٰۃ نہیں دیتے۔ تم خود غرباء اور مساکین کا خیال نہیں رکھتے۔ پھر تم ہمیں یہ تعلیم کس طرح دیتے ہو۔ اس پر تبلیغ کرنے والا شرمندہ ہو گا۔ اور اپنی اصلاح کرے گا۔ پھر

تبلیغ کے نتیجہ میں

یہ بات لازمی ہے کہ دوسرے لوگ اسلام میں داخل ہوں گے۔ اور اس طرح مسلمانوں کی تعداد بڑھے گی۔ اور کثرت ازدواج سے تعداد اور بھی بڑھے گی۔ پھر یہ بھی ایک قانون ہے کہ جب کوئی قوم بڑھنا شروع کرتی ہے۔ تو دوسری قوم کی تعداد خود بخود کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ امریکہ میں یورپین گئے تو ان لوگوں کی آبادی روز بروز بڑھتی گئی۔ اور ریڈ انڈینز جو پہلے لاکھوں کی تعداد میں تھے۔ ان کی نسل ختم ہونے لگی۔ پہلے وہ لاکھوں کی تعداد میں تھے اور اب ان کی کل تعداد اندازاً دس ہزار ہے۔ آسٹریلیا میں بھی یہی ہوا۔ تاریخ سے ہمیں کوئی ایسا ثبوت نہیں ملتا۔ کہ حکومت نے پرانے باشندوں کو قتل کر کے ختم کیا ہو۔ لیکن آجکل وہ صرف چند درجن کی تعداد میں ہیں۔ غرض جب کوئی قوم بڑھنا شروع کر دیتی ہے۔ تو دوسری قوم پر نفسیاتی اثر پڑتا ہے۔ کہ اب ہم مرے [illegible] اس کی نسل کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ پس اگر مسلمانوں کی تعداد بڑھے گی تو قانون قدرت کے ماتحت جو ہر جگہ چل رہا ہے۔ اور ہر ملک میں اس کا اثر نظر آتا ہے۔ اور اس میں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا۔ دوسری اقوام کی تعداد کم ہوتی چلی جائے گی۔ ہم نے دنیا میں کہیں نہیں دیکھا۔ کہ دونوں مخالف کیمپ ہوں۔ اور دونوں کی نسل بڑھ رہی ہو۔ جب بھی کہیں دو مخالف کیمپ ہوں گے ان میں سے ایک کی تعداد بڑھے گی۔ تو دوسرے کی تعداد خود بخود کم ہونا شروع ہو جائے گی۔ تاریخی شواہد اسکے حق میں ہیں۔ مسلم لیگ کے بعض ممبر بجائے اس کے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے شکر گزار ہوتے کہ آپ اتنی اعلیٰ اور شاندار تعلیم لائے بجائے اس کے کہ وہ صحابہ کی قدر کرتے کہ انہوں نے اسلام کی تعلیم پر عمل کر کے دکھا دیا۔ وہ خود مسلمان کہلانے کے باوجود حیا اور ایمان سے اتنے دور ہو گئے کہ انہوں نے تقاضا کیا کہ اب کثرت ازدواج کو حکماً روکا جائے۔ اگر اس قسم کی حکومت قائم ہو جاتی۔ تو معلوم نہیں وہ اسلام کے خلاف کیا کیا کرتی۔ عوام تو صرف نعرے لگاتے ہیں۔ ان کے سامنے کچھ بھی کہو۔ وہ زندہ باد کا نعرہ لگا دیں گے۔

ایک دفعہ ایک امریکن نمائندہ ایشیا کے حالات معلوم کرنے کے لئے پاکستان آیا۔ وہ مجھ سے بھی ملنے آیا۔ وہ یہ دیکھنے آیا تھا کہ پاکستان میں اور ایشیا کے دوسرے ممالک میں

کمیونزم کے پھیلنے کے امکانات

کس حد تک ہیں۔ اس نے کہا مجھے یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ کہ پاکستان میں کمیونزم پنپ نہیں سکتا میں نے کہا اگر تم نے یہ نتیجہ نکالا ہے تو تم اپنے ملک کے لوگوں کو گمراہ کرو گے۔ اس نے کہا کیسے ہاں پاکستان کے باشندوں کی اکثریت مسلمان ہے۔ اور اسلام میں ایسے احکام پائے جاتے ہیں۔ جو کمیونزم کو بڑھنے نہیں دیتے۔ میں نے کہا۔ تم صحیح تحقیقات نہیں کرتے۔ کمیونسٹ جب بھی شرارت کرائیں گے یہاں کرائیں گے اس نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہاں تو اکثر تعداد ایسے لوگوں کی پائی جاتی ہے۔ جو مسلمان ہیں۔ اور مذہباً کمیونزم کے خلاف ہیں۔ اور کمیونسٹ نہایت تھوڑی تعداد میں ہیں۔ میں نے کہا۔ آج دنیا میں کوئی ملک ایسا نہیں جو دوسرے ملک کی مدد کے بغیر لڑائی جاری رکھ سکے بھارت میں کمیونسٹ زیادہ ہیں اور پاکستان میں کم۔

بھارت کے کمیونسٹ

پہلے پاکستان میں شرارت کرائیں گے تاکہ بوقت ضرورت ان کی مدد ہو سکے۔ لیکن اگر بھارت میں شرارت ہو تو چونکہ پاکستان میں کمیونسٹ بہت کم تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ بھارتی کمیونسٹوں کی مدد نہیں کر سکیں گے۔ پس اگر کوئی سیاسی تغیر واقع ہوا۔ تو پہلے یہاں ہو گا۔ پھر ہندوستان میں ہو گا دوسری بات یہ ہے کہ یہاں اسلام کی تعلیم بے شک موجود ہے۔ لیکن اسلامی کہلانے والی جماعت ہی کمیونسٹ ہے۔ اس ملاقات سے پہلے یہ بات مشہور تھی کہ اسلامی جماعت کو کسی بیرونی ملک سے امداد ملتی ہے۔ اور وہ بیرونی ملک امریکہ ہے مسلم لیگ کے ایک سیکرٹری نے مجھے بتایا۔ کہ اسلامی جماعت کو امریکہ سے مدد آ رہی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ بات درست نہیں۔ دینے والا بتاتا تو نہیں۔ لیکن اس امریکن کے سامنے جب میں نے یہ فقرہ کہا۔ کہ یہاں ایک اسلامی جماعت کہلانے والی ہی کمیونسٹ ہے۔ تو وہ بے ساختہ کہنے لگا۔ امریکہ میں تو ہم انہی کو اسلام کا سب سے

بڑا نمائندہ سمجھتے ہیں۔ اس سے میں نے معلوم کر لیا کہ اسلامی جماعت کے متعلق مشہور ہے۔ کہ اُسے امریکہ سے مدد آرہی ہے۔ یہ درست ہے اب تو تازہ اطلاع نے اس کی اور تصدیق کر دی ہے۔ ہمارے آدمیوں نے اطلاع دی ہے کہ

اسلامی جماعت کا ایک وفد

جو چار آدمیوں پر مشتمل ہے۔ امریکہ کا مخفی دورہ کر رہا ہے۔

بہرحال میں نے اس امریکن سے کہا۔ آپ نے حالات کا پوری طرح معائنہ نہیں کیا۔ کسی سے بعض باتیں سُن لی ہیں۔ اور انہی پر اعتبار کر لیا ہے لیکن یہاں تو یہ حالت ہے۔ کہ اس بات کا سوال ہی نہیں۔ کہ اسلام میں کیا باتیں پائی جاتی ہیں۔ ہمارا تو ملک نعروں پر چل رہا ہے۔ مثلاً ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ قرآن کریم کی کوئی آیت بلکہ کوئی شوشہ بھی منسوخ نہیں۔ اور آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اس میں

قرآن کریم اور اسلام کی برتری

ہے۔ لیکن دوسرے لوگ کہتے ہیں۔ کہ قرآن کریم کا ایک حصہ منسوخ ہے۔ اب تم کسی مُلّا کو کسی سٹیج پر کھڑا کر دو۔ اور وہ یہ کہے۔ کہ دیکھو! یہ جماعت اس بات کو مانتی ہے۔ کہ قرآن کریم منسوخ نہیں۔ اُس کا ہر حصہ قابل عمل ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں اس کا ایک حصہ منسوخ ہے۔ بولو نعرۂ تکبیر۔ تو اس پر سب حاضرین اللہ اکبر کا نعرہ لگا دیں گے۔ اور یہ نہیں سوچیں گے۔ کہ کہنے والا کیا کہہ رہا ہے۔ میں نے کہا۔ یہاں تو لوگ بھوکوں مرتے ہیں۔ ایک مولوی کی ماہوار آمد تین ڈالر سے بھی کم پڑتی ہے۔ میں نے اندازہ لگایا ہے کہ ایک مولوی کی ماہوار آمد نو روپے ہے۔ اب ایک نو روپے لینے والا جسے لوگ "کمی" سمجھتے ہیں۔ اور جس سے اپنے مُردے نہلواتے ہیں۔ اس کی مذہبی حالت کیا ہوگی۔ ایسے شخص کو جو بھی کچھ دے گا۔ وہ اُس کی ہاں میں ہاں ملا دے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک مولوی سے میرے

دوستانہ تعلقات

پیدا ہو گئے۔ ایک دن ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور اُس نے کہا۔ آپ فلاں مولوی کی اتنی عزت کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ اتنا بے ایمان ہے کہ اُس نے فلاں عورت کا نکاح ایک دوسرے مرد سے پڑھ دیا ہے۔ حالانکہ اُس کا پہلا خاوند موجود ہے۔ اور ابھی اُس نے اُسے طلاق نہیں دی۔ گویا نکاح پر نکاح پڑھ دیا ہے۔ میں نے کہا میں یہ بات نہیں مان سکتا۔ اُس شخص نے کہا اگر آپ کو شک ہو۔ کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ غلط ہے۔ تو آپ مولوی صاحب سے پوچھ لیں کہ آیا انہوں نے نکاح پر نکاح پڑھا ہے یا نہیں

میں نے یہ بات اپنے ذہن میں رکھی۔ کچھ دنوں کے بعد مولوی صاحب مجھ سے ملنے کے لئے آئے تو میں نے انہیں کہا۔ میں نے آپ سے ایک بات کہنی ہے۔ کسی شخص نے آپ کے متعلق مجھ سے ایک بات بیان کی تھی۔ میں نے اس کی تردید تو کر دی تھی۔ اور کہا تھا۔ میں نہیں مانتا۔ لیکن اُس نے کہا تھا۔ آپ مولوی صاحب سے ہی پوچھ لیں۔ مجھے اعتبار تو نہیں۔ کہ آپ نے ایسا کیا ہو۔ تاہم آپ سے ذکر کر دیتا ہوں۔ اُس نے مجھ سے آکر کہا تھا۔ کہ آپ نے

ایک منکوحہ عورت کا نکاح

جس کا پہلا خاوند زندہ ہے۔ اور طلاق واقع نہیں ہوئی۔ کسی دوسرے مرد سے پڑھ دیا ہے۔ مولوی صاحب نے کہا۔ آپ فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کریں آپ میری بات بھی سن لیں۔ میں نے کہا۔ فرمایئے۔ اس پر وہ کہنے لگا۔ آپ خود ہی انصاف کریں۔ "جب اُنہاں چڑی جڈا روپیہ کڈھ کے میرے ہتھ تے رکھ دتا تے میں کی کردا"۔ یعنی جب انہوں نے میرے سامنے ایک چڑیا کے برابر روپیہ رکھ دیا تو میں نکاح پڑھانے کے سوا اور کیا کر سکتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ میں نے اُسی دن سے اُس سے اپنے تعلقات منقطع کر لیے۔ اب جو مولوی اس حیثیت کے ہوں۔ انہیں قابو میں لانا کونسی مشکل بات ہے۔ کمیونسٹ چند لوگ خرید لیں گے چاہے وہ اسلامی جماعت کے ہوں۔ یا کسی اور جماعت کے اور انہیں ہزار ہزار دو دو ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ دینے لگیں گے۔ اور وہ دوسرے مولویوں کو اپنے ساتھ ملا لیں گے۔ اگر انہوں نے مولویوں کو بلایا۔ اور انہوں نے دیکھا کہ

بڑے بڑے لوگ کمیونسٹوں میں شامل

ہیں۔ اور ان لوگوں نے انہیں اپنے ساتھ کرسیوں پر جگہ دے دی۔ تو وہ اسی میں خوش ہو جائیں گے۔ اگر وہ لوگ اس نو روپے آمد والے مولوی سے یہ کہیں گے۔ کہ تم یہ تقریر کرو۔ کہ اسلام سے یہ ثابت ہے کہ خدا کوئی نہیں۔ تو وہ بڑی خوشی سے منبر پر آکر تقریر کر دے گا کہ خدا کوئی نہیں۔ فلاں شخص کہتا ہے۔ خدا ہے اور اُس کی یہ یہ صفات ہیں۔ لیکن یہ بات اسلام کے خلاف ہے۔ بولو نعرۂ تکبیر۔ اور جاہل عوام فوراً اللہ اکبر کا نعرہ لگا دیں گے۔ میں نے جب اس امریکن سے یہ باتیں کیں۔ تو وہ سخت حیران ہوا۔ اور کہنے لگا۔ میں تو بڑے اطمینان سے جا رہا تھا۔ اور سمجھتا تھا۔ کہ پاکستان میں کمیونزم کے پھیلنے کا کوئی امکان نہیں۔ میں نے کہا۔ آپ کا اندازہ غلط ہے یہاں

کمیونزم بآسانی پھیل سکتا ہے۔ اور اسے پھیلانا جماعت اسلامی اور بعض اُن کے تابع مولویوں نے ہے۔ اور بھارت کے کمیونسٹوں نے ہندوستان سے پہلے یہاں بغاوت کروانی ہے۔

اس سلسلہ میں

ایک اور مولوی کا واقعہ

بھی بیان کر دیتا ہوں۔ ایک مولوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اچھے تعلقات رکھتا تھا۔ اور گو وہ احمدی نہیں تھا۔ مگر اُسے آپؑ سے عقیدت تھی۔ وہ ایک دفعہ آپ کو ملنے کے لئے آیا۔ اور اُس نے کہا کہ مجھے آپ سے ایک شکوہ ہے۔ آپ نے یہ کیا کیا۔ کہ وفات مسیح کا اعلان کر دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس میں غلطی کا کیا سوال ہے۔ خدا تعالیٰ کا حکم تھا۔ میں نے اُس کی تعمیل کر دی۔ اُس نے کہا۔ آپ نے یہ خیال نہیں کیا۔ کہ مولوی یہ بات سنیں گے۔ تو آپ کی سخت مخالفت کریں گے۔ آپ نے پہلے انہیں قابو کر لینا تھا آپ نے فرمایا۔ وہ کس طرح؟ اس نے کہا۔ جب آپ نے وفات مسیح کا اعلان کرنا تھا۔ تو مولویوں کو ایک بہت بڑی دعوت دینی تھی۔ اور یہ دعوت بھی لاہور یا دلی جیسے کسی شہر میں دینی تھی۔ اُس میں آپ اچھے کھانے پکواتے اور ہر مولوی کو کچھ نہ کچھ نذرانہ دیتے۔ اور پھر اُن کے سامنے یہ مسئلہ رکھتے۔ کہ

اسلام پر ایک بھاری مصیبت

آئی ہوئی ہے۔ عیسائی ترقی کر رہے ہیں۔ اور اسلام روز بروز تنزل میں جا رہا ہے۔ عیسائی اس تعلیم پر زور دیتے ہیں۔ کہ ہمارا مسیح زندہ ہے اور آسمان پر بیٹھا ہے۔ اور تمہارا نبی زمین میں مدفون ہے۔ اور یہ صرف ہم ہی نہیں کہتے بلکہ تمہارا اپنا عقیدہ بھی یہی ہے۔ کہ مسیح دوبارہ آئے گا۔ مولویوں نے اس پر کہنا تھا۔ کہ بات تو بڑی کٹھن ہے۔ آپ ہی کوئی تجویز بتائیں۔ کہ اس مشکل کو کس طرح دور کیا جائے۔ آپ کہتے آپ لوگ علماء ہیں۔ آپ ہی اس بات پر غور کر کے کوئی فیصلہ کریں۔ میں اس کے متعلق کیا کہہ سکتا ہوں میری رائے تو یہی ہے۔ کہ ہمیں اس

غلط عقیدہ نے سخت نقصان پہنچایا

ہے۔ کہ حضرت مسیح آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم الشان وجود بھی وفات پا گیا۔ تو اور کوئی موت سے کس طرح بچ سکتا ہے۔ اس پر مولویوں نے کہنا تھا۔ کہ آپ بسم اللہ کریں۔ اور وفات مسیح کا اعلان کر دیں۔ جب آپ ان کے منہ سے یہ بات کہلوا لیتے۔ تو پھر دوسری بات یہ پیش

کرتے۔ کہ اگر ہم نے یہ کہا۔ کہ مسیح مر گیا ہے۔ اور آسمان پر زندہ موجود نہیں۔ تو عیسائی کہیں گے۔ وہ مسیح جس نے دوبارہ آنا تھا۔ وہ کہاں سے آئے گا۔ آپ علماء ہیں۔ آپ بتائیں۔ کہ ہم اس اعتراض کا کیا جواب دیں گے۔ اس پر مولوی صاحبان نے پھر یہی کہنا تھا۔ کہ آپ ہی بتائیں۔ اس کا کیا جواب ہے۔ اس پر آپ پھر کہتے۔ کہ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ آپ لوگ علماء ہیں۔ جواب تو آپ ہی دے سکتے ہیں۔ اس پر علماء نے تنگ آکر خود ہی کہنا تھا۔ کہ پھر ہم کہہ دیں کہ وہ مسیح اسی اُمت سے آنا ہے۔ اس پر آپ کہتے کہ اگر انہوں نے یہ کہا۔ کہ

آمد مسیح کی علامات

تو پوری ہو چکی ہیں۔ وہ مسیح کہاں ہے۔ تو اس کا کیا جواب دیں گے۔ وہ پھر آپ سے کہتے۔ کہ آپ جواب سمجھائیں۔ آپ پھر ان سے کہتے کہ نہیں یہ مقام آپ کا ہی ہے۔ کہ آپ جواب دیں۔ اس پر پھر وہ کہتے کہ پھر آپ دعوے کر دیں۔ کہ میں ہی وہ مسیح ہوں۔ اس طرح بغیر مولویوں کو اشتعال دلانے کے آپ کا کام ہو جاتا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکرائے۔ اور فرمایا۔ اگر یہ انسانی منصوبہ ہوتا۔ تو میں ایسا ہی کرتا۔ لیکن یہ تو

خدا تعالےٰ کا حکم

تھا۔ اس میں انسانی تدبیر کا کوئی دخل نہیں۔

پس حقیقت یہ ہے۔ کہ ہمارے ملک کی حالت جہالت کی وجہ سے اس حد تک گر چکی ہے۔ کہ تعلیم یافتہ طبقہ کے نزدیک اسلام کی تعلیم یورپین طرزِ عمل کے سامنے قابل ملامت ہے۔ ان کے نزدیک ضروری ہے کہ مذہب کو یورپ کے طریق عمل کے مطابق بدل دیا جائے۔ اور مسیحیت کی حکومت کو اسلام کے نام سے مغربیت کو قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہمارے علماء ناسمجھی کی وجہ سے دین کو جہالت کی طرف لے جا رہے ہیں۔ مشہور مقولہ ہے کہ

دو مُلّاؤں میں مرغی حرام

ایک طرف تو مغرب زدہ لوگ ہیں۔ اور ایک طرف علماء ہیں۔ اور ان میں سے ایک یورپ کے طرز عمل کو ملک میں جاری کرنا چاہتا ہے۔ اور دوسرا نادانی اور جہالت کے طریق کو۔ اور اسلام بیچ میں خراب ہو رہا ہے

پس ابھی مشکلات باقی ہیں۔ اور جس خدا نے انہیں وقتی طور پر ٹالنے کے سامان مہیا کر دیئے ہیں۔ وہ انہیں مستقل طور پر دور کرنے کے سامان بھی مہیا کر سکتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ پاکستان کا ہر ایک آدمی آج ہی اپنی اصلاح کر لے۔ بلکہ ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ پاکستان والے ایسی تعلیموں پر زور نہ دیں۔ جن کی وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوں۔ جن کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوں۔ وہ اس

باقی صفحہ ... پر

خطبہ جمعہ

ابھی خدشات باقی ہیں اس لئے تم دعاؤں میں لگے رہو تا خدا تعالیٰ اسلام کو ہر قسم کے دشمنوں سے محفوظ رکھے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۸ ؍اکتوبر ۱۹۵۴ء بمقام ربوہ

خطبہ نویس :- مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں جماعت کے دوستوں کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ وہ سب مل کر دعائیں کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو ان مصائب سے جو اس کے سامنے آرہے ہیں محفوظ رکھے۔ گو خطبہ میں تو یہ فقرہ نہیں چھپا۔ لیکن میں نے کہا تھا کہ اگر تمہارا خدا چاہے تو

تین دن کے اندر اندر

ان لوگوں کی طاقت کو توڑ دے۔ اور برسر اقتدار لوگ جو اس وقت شرارت کر رہے ہیں ان کے فتنہ سے ملک کو بچالے۔ خدا کی قدرت دیکھو جمعہ کو میں نے یہ الفاظ کہے اور اتوار کو گورنر جنرل نے دستور ساز اسمبلی توڑ دی۔ اور نئی وزارت بنانے کے لئے مسٹر محمد علی کو دعوت دے دی۔ گویا خطبہ پر پورے تین دن بھی نہیں گزرے تھے۔ کہ وہ خطرات جو پاکستان کو پیش آرہے تھے عارضی طور پر ٹل گئے۔ عارضی طور پر میں نے اس لئے کہا ہے۔ کہ میں نہیں جانتا کہ اس عارضی انتظام سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ بہرحال جو کچھ واقع ہوا ہے اس سے معلوم ہوگیا ہے کہ ہماری دعائیں کس طرح قبول ہوتی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ موجودہ خطرات ایک وقت تک ٹل گئے ہیں اور آئندہ کا علم خدا تعالیٰ کو ہے۔ وہی جانتا ہے کہ آئندہ کیا ہوگا۔ انسان تو حاضر کو دیکھتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ باوجود اس کے کہ ہم میں کوئی طاقت نہیں ہماری کوئی حیثیت نہیں۔ ہماری

دعاؤں کے نتیجہ میں

حاضر کو بدل سکتا ہے۔ تو اگر ہم دعائیں جاری رکھیں تو وہ مستقبل کو بھی اچھا بنا سکتا ہے۔ حاضر کو بدلنا بظاہر مشکل نظر آتا ہے۔ لیکن مستقبل کے بدلنے میں چونکہ کچھ وقت مل جاتا ہے۔ اس لئے یہ کام بظاہر آسان ہوتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ آخری ایام میں

دستور ساز اسمبلی

ایک کھیل بن کر رہ گئی تھی۔ اور بعض قوانین تو اتنی جلدی جلدی پاس کئے گئے تھے۔ کہ ان کا دستور ساز اسمبلی کے اکثر ممبروں اور گورنمنٹ کے افسروں کو بھی پتہ نہیں لگا۔ مثلاً دستور ساز اسمبلی نے ایک فیصلہ یہ کیا تھا کہ گورنر جنرل کے سب

خصوصی اختیارات

سلب کر لینے چاہئیں۔ اسے کوئی اختیار حاصل نہ ہو۔ وہ محض رسمی طور پر گورنر جنرل ہو۔ مسٹر اے کے بروہی جو قانون کے وزیر تھے اور اسمبلی کے انچارج تھے۔ انہوں نے اعلان کیا۔ کہ مجھے بھی پتہ نہیں لگا۔ کہ یہ قانون کب پاس کر لیا گیا ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ آخری ایام میں بعض فیصلے افراتفری میں کئے گئے تھے۔ تاکہ نئی اسمبلی کے آنے سے پہلے پہلے ایسے تغیرات پیدا کر دیئے جائیں۔ کہ دوسری پارٹی سے مقابلہ کیا جا سکے۔

اب موجودہ حالت میں ایک تغیر تو یہ نظر آتا ہے۔ کہ مرکزی کابینہ میں ایسے آدمی آگئے آگئے ہیں۔ جو اگرچہ لیگ کے ممبر تو نہیں۔ لیکن کسی نہ کسی ڈھنگ میں انہوں نے ملک کی خدمت کی ہے مثلاً آج ہی حکومت کا یہ اعلان اخبارات میں چھپا ہے۔ کہ

سرحد کے سرخپوش لیڈر

ڈاکٹر خان صاحب کو وزارت میں لے لیا گیا ہے میں نے گزشتہ جلسہ سالانہ کی ایک تقریر میں اس بات کا ذکر کیا تھا۔ کہ میں پشاور کے سفر میں ڈاکٹر خان صاحب سے ملا۔ اور ایک گھنٹہ تک ان سے گفتگو کی۔ اور تقریر میں میں نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ اس گفتگو کا جو اثر مجھ پر ہوا وہ یہی تھا۔ کہ آپ

اسلام اور وطن کے خیرخواہ

ہیں۔ دوسرے مسلمان جو چاہیں۔ ان کے متعلق خیال کریں۔ مگر جہاں تک ان کا سوال ہے وہ ان کی ترقی کے خواہاں ہیں۔ سرکاری اعلان میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ انہیں نئی کابینہ میں لے لیا گیا ہے اور شائد ابھی دوسری پارٹیوں کے نمائندے بھی مرکزی کابینہ میں لے لئے جائیں

یہ ساری باتیں ایسی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے سامان پیدا کرنا چاہتا ہے کہ جن کے ذریعہ وہ مسلمانوں کو ان خطرات سے بچالے۔ جو انہیں آئندہ پیش آنے والے ہیں ذاتی طور پر میری تو یہی رائے تھی۔ کہ مسلم لیگ کو جس نے پاکستان کو حاصل کرنے میں نمایاں کام کیا ہے۔ کچھ مدت کام کرنے کا موقعہ دیا جائے تاکہ وہ اپنے اس

کام کی تکمیل

کر سکے جس کے کرنے میں اس نے بہت سی قربانیاں کی تھیں۔ لیکن اس بات کا بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ لیگ کے وہ ممبر جنہوں نے پاکستان کے لئے قربانیاں کی تھیں۔ ان میں سے ایک حصہ اب مسلم لیگ سے نکل گیا ہے یا انہیں باہر نکال دیا گیا ہے۔ اور موجودہ مسلم لیگ کچھ تو ان لوگوں پر مشتمل ہے جنہوں نے پاکستان کے لئے قربانیاں کی تھیں۔ اور کچھ ان لوگوں پر مشتمل ہے۔ جنہوں نے قربانیاں تو نہیں کی تھیں۔ ہاں بعد میں عزت کے لئے شامل ہو گئے تھے۔ مسلم لیگ سے ان لوگوں کا نکل جانا جنہوں نے

ملک کی خاطر قربانیاں

کی تھیں۔ ایک ایسی چیز ہے جو دل میں افسوس پیدا کرتی ہے۔ پھر موجودہ ممبروں میں سے بعض سے ایسی حرکات سرزد ہوئی ہیں۔ جو تکلیف دینے والی ہیں۔ مثلاً مسلم لیگ کے ایک ممبر جو بڑی حیثیت کے ہیں گورنمنٹ کی طرف سے ایک دورہ پر باہر گئے۔ اور اس جگہ انہوں نے تین چار تقاریر کیں۔ ان تقاریر میں انہوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک احمدی مرتد اور واجب القتل ہیں۔ اگر ہمیں طاقت ملے تو ہم انہیں قتل کر دیں۔ ورنہ ہم انہیں اقلیت ضرور قرار دے دیں گے۔ گویا وہ حکومت جس نے اس قسم کی تقاریر کو

فتنہ و فساد کا موجب

قرار دیا۔ اور فسادات کی تحقیقات کے لئے ایک کورٹ آف انکوائری مقرر کی جس نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ اس اس قسم کی تقاریر ہوتی رہیں۔ تو حکومت زیادہ دیر تک چل نہیں سکتی۔ اس قسم کی تقاریر حکومت کی جڑوں پر تبر رکھنے کی مصداق ہیں۔ اس حکومت کا ایک نمائندہ باہر جاتا ہے اس غیر ملک کی حکومت نے اس کے خلاف

تحقیقات کا حکم

دیا۔ اتنے میں وہ پاکستان آگیا اور اس طرح اس کی جان بچ گئی۔ بہرحال اس نے فتنہ پیدا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ ہماری مقامی جماعت نے عقلمندی سے کام لیا۔ کہ جب پولیس نے کارروائی شروع کی اور احمدیوں سے پوچھا۔ کہ اگر وہ چاہیں تو مقامی غیر احمدی معززین کی ضمانتیں لے لی جائیں۔ تو انہوں نے کہا کہ مقامی لوگوں کا کیا قصور ہے۔ انہوں نے

غیر حکومت کا نمائندہ ہونے کی وجہ سے

اس کا ادب اور احترام کیا تھا۔ انہیں کیا پتہ تھا۔ کہ یہ شخص اپنی تقریر میں کیا کہنے والا ہے جماعت کے اس رویہ کا دوسرے مسلمانوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اور انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ احمدیوں نے بہت اچھا نمونہ دکھایا ہے۔

پھر انہی ایام میں جب لیگ کنونشن ہونے والی تھی لیگ کے ایک ممبر کی طرف سے یہ ریزولیوشن پیش تھا۔ اگرچہ کنونشن نہ ہوئی۔ اور وہ ریزولیوشن بھی پیش نہ ہوا۔ تاہم اپنی طرف سے یہ تحریک کر دی تھی کہ لیگ کے ممبر اسمبلی میں پاس کر دیں۔ کہ دوسری شادی ممنوع قرار دے دی جائے۔ اور یہ قاعدہ بنا دیا جائے کہ

مجسٹریٹ کی اجازت کے بغیر

کوئی دوسری شادی نہ کر سکے۔ یہ قانون اس قسم کا ہے۔ کہ سوائے امریکہ کے کسی ملک میں بھی رائج نہیں۔ امریکہ میں دوسری شادی ممنوع ہے۔ لیکن دوسری جگہوں پر ایسا نہیں۔ مثلاً انگلستان ہے وہاں یہ قانون ہے۔ کہ پادری دوسری شادی نہیں کر سکتے۔ چنانچہ جب کوئی دوسری شادی کے لئے پادری کے پاس آئے گا تو وہ اس سے انکار

کرے گا۔ اور پادری کے انکار کی وجہ سے وہ شادی گورنمنٹ تسلیم نہیں کرے گی۔ اسی طرح رجسٹریشن کا محکمہ ہے۔ وہ دوسری شادی کی رجسٹریشن سے انکار کر دے گا۔ اس لئے وہ شادی قانونی شادی نہیں کہلائے گی۔ لیکن اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ عیسائیوں پر اس قانون کا اطلاق ہوگا۔ دوسروں پر نہیں۔ اگر کوئی دوسری شادی اسلامی یا ہندو طریق پر کرے۔ تو حکومت کہے گی کہ ہم دوسری بیوی کو قانونی طور پر بیوی تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن یہ کہ شروع سے ہی دوسری شادی نہ کی جائے۔ اس میں وہ روک نہیں بنے گی۔ چنانچہ وہاں غیر مذاہب کے لوگ دوسری شادیاں کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ شادیاں قانونی شادیاں نہیں ہوتیں۔ اس لئے وہ اپنی زندگی میں جائیداد کا ایک حصہ دوسری بیوی کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ حکومت صرف یہ کہہ دیتی ہے۔ کہ ہمارے یہاں یہ شادی شادی شمار نہیں ہوگی۔ یہ نہیں کہے گی۔ کہ اپنے مذہب کے مطابق دوسری شادی کرنا جرم ہے۔ وہ اسے شادی تسلیم نہیں کرے گی۔ اور اگر خاوند اس بیوی کے لئے اپنی جائداد کا کچھ حصہ اپنی زندگی میں ہی وقف کر دے۔ تو وہ اس سے منع نہیں کرے گی۔ لیکن اس قسم کا مسودہ مسلم لیگ کی مجلس عاملہ میں پیش ہونا اور پھر ایک مسلمان ممبر کی طرف سے پیش ہونا درحقیقت

مذمت کا ووٹ

تھا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف جن کی گیارہ بیویاں تھیں۔ یہ مذمت کا ووٹ تھا حضرت ابوبکرؓ کے خلاف جن کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں۔ یہ مذمت کا ووٹ تھا حضرت عمرؓ کے خلاف جن کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں۔ یہ مذمت کا ووٹ تھا حضرت عثمانؓ کے خلاف جن کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں۔ یہ مذمت کا ووٹ تھا حضرت امام حسنؓ کے خلاف جن کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں۔ گویا جن لوگوں پر اسلام کی بنیاد تھی۔ ان کے خلاف یہ مذمت کا ووٹ تھا۔ پھر اس زمانہ سے لے کر ابتک جتنے بزرگ اسلام میں پیدا ہوئے ہیں ان کے خلاف بھی یہ مذمت کا ووٹ تھا۔ کیونکہ

حقیقت یہ ہے

کہ جتنے اولیاء اسلام میں گزرے ہیں ان میں سے اکثر کی بیویاں ایک سے زیادہ تھیں امریکہ اس قسم کے قانون کو جاری کرنے میں معذور تھا۔ کیونکہ وہاں کی حکومت اسلامی حکومت نہیں۔ لیکن یہ کتنی شرمناک بات ہے کہ ایک اسلامی مجلس میں ایک مسلمان کے منہ سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف۔ آپؐ کے خلفاء کے خلاف۔ آپؐ کے نواسے کے خلاف اور آپؐ کی اُمّت کے

اولیاء کرام کے خلاف

اس قسم کی بے حیائی کے کلمات نکلیں۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ یہ قانون پہلے زمانہ میں تو بُرا نہیں تھا۔ لیکن اب بُرا ہو گیا ہے۔ شریعت بدلتی نہیں۔ یہ تو ہو سکتا ہے۔ کہ ایک چیز پہلے وقتی طور پر کسی مصلحت کے ماتحت جائز ہو۔ پھر خدا تعالےٰ نے اس سے منع کر دیا ہو۔ لیکن یہ بات بالکل نئی ہے کہ خدا تعالےٰ نے تو ایک چیز کو جائز قرار دیا ہو۔ لیکن ۱۳۰۰ سال کے بعد ایک مسلمان یہ کہے۔ کہ اب وہ بات جائز نہیں یہ ویسی ہی بات ہے۔ جیسے مشہور ہے۔ کہ کوئی جاہل پٹھان تھا۔ اس نے فقہ پڑھی تھی۔ پٹھانوں میں بالعموم کنز پڑھائی جاتی ہے۔ اور

فقہ کا عام رواج

ہے۔ اس پٹھان نے بھی کنز پڑھی ہوئی تھی اس کے بعد اس نے حدیث پڑھنی شروع کر دی۔ ایک دن یہ حدیث آگئی۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ حضرت امام حسنؓ رو دیئے۔ اور آپؐ نے انہیں گود میں اُٹھا لیا۔ اور جب سجدہ کرنے لگے۔ تو انہیں نیچے بٹھا دیا۔ حنفی فقہ کے لحاظ سے اگر نماز میں کوئی بڑی حرکت واقع ہو۔ تو اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ چنانچہ یہ حدیث پڑھتے ہی وہ پٹھان بجائے یہ کہنے کے کہ کنز والے سے غلطی ہو گئی ہے۔ اصل میں مسئلہ اس طرح ہے۔ اپنی کم عقلی کی وجہ سے کہنے لگا۔ کہ تو محمدؐ صاحب کا نماز ٹوٹ گیا۔ گویا شریعت کنز والے نے بنائی تھی۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل نہیں ہوئی تھی۔ یہی حال اس مسلمان ممبر کا ہے جس نے

دوسری شادی کی ممانعت

کا ریزولیوشن پیش کیا۔ گویا نعوذ باللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حقوق مستورات کو نہ سمجھتے تھے۔ نعوذ باللہ حضرت ابوبکرؓ کم عقل تھے۔ حضرت عثمانؓ کم عقل تھے۔ حضرت امام حسنؓ کم عقل تھے۔ جنہوں نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں۔ پھر اس کے نزدیک اولیائے امت کا اکثر حصہ کم عقل تھا۔ جن کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں۔ عقلمند صرف وہ مسلمان ممبر تھا جس نے شاید کبھی نماز بھی نہ پڑھی ہو۔ ہمارے لئے تو یہی بڑی مصیبت تھی۔ کہ غیر مسلم

اسلام کے خلاف حملہ

کر رہے ہیں۔ اور ہم ان کا مقابلہ کر رہے ہیں اب یہ دوسری مصیبت آن پڑی۔ کہ اسلامی حکومت کے قیام کے بعد خود مسلمان کہلانے والے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حملہ کرنے لگ گئے۔ حالانکہ کثرت ازدواج کا مسئلہ اپنے اندر بڑی بھاری حکمت رکھتا ہے۔ اور مسلمانوں نے اس حکمت کو نہ سمجھ کر بہت بڑا نقصان اُٹھایا ہے۔ اور اگر اب بھی انہوں نے اس کی حکمت کو نہ سمجھا تو وہ اور بھی زیادہ نقصان اُٹھائیں گے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ تزوّجوا الودود الولود فانی مفاخر بکم الامم و مکاثر بکم۔ تم ایسی عورتوں سے شادیاں کرو۔ اور بہت بچے جننے والی ہوں کیونکہ میں قیامت کے دن تمہارے ذریعہ سے دوسری امتوں پر فخر کرنے والا ہوں۔ اور ان کے مقابلہ پر اپنی امت کی کثرت کو پیش کرنے والا ہوں۔ اب یہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ اسلام تمام دنیا میں پھیل جائے۔ اور اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ تبلیغ کی جائے۔ دوسرے یہ کہ کثرت ازدواج پر عمل کیا جائے۔ اگر ہر مسلمان مرد کی چار چار بیویاں ہوں۔ اور ہر بیوی سے چار چار بچے ہوں۔ تو وہ مرنے کے بعد

مسلمانوں کی تعداد سولہ گنے

کر جائے گا۔ اور اگر ⅛ حصہ آبادی کی بھی ایک سے زیادہ شادی ہو۔ تو ہر نسل کے بعد مسلم آبادی چار گنا ہو جائے گی۔ پھر تبلیغ کی جائے۔ اور دوسرے لوگوں کو اسلام میں داخل کیا جائے۔ تو آبادی اور بھی بڑھ جائے گی۔ اگر مسلمان اسلام کی اس تعلیم پر عمل کرتے۔ تو آج ان کی اتنی کثرت ہوتی۔ کہ کوئی ان پر ہاتھ نہ ڈال سکتا۔

جس زمانہ میں صوبہ بہار میں

مسلمانوں کا قتل عام

ہؤا ہے۔ اس وقت قائد اعظم نے چندہ کی اپیل کی۔ اور ہماری جماعت نے اپنی نسبت کے لحاظ سے اس چندہ میں بہت زیادہ حصہ لیا۔ اور قائد اعظم نے جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے علاوہ جماعت کی طرف سے طبی وفود بھی بھیجے گئے۔ اس سے وہاں کے مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہؤا کہ مسلمانوں میں سے اگر کوئی فرقہ ان کی رہنمائی کر سکتا ہے۔ تو وہ احمدی ہی ہیں چنانچہ اسی سلسلہ میں ایک شخص قادیان آیا۔ اور مجھ سے ملا۔ اور اس نے کہا۔ میں بہار سے آیا ہوں۔ جو مصیبت ہم پر آئی ہے۔ اس کے متعلق آپ نے اخبارات میں پڑھا ہی ہوگا۔ میں نے کہا ہاں پڑھا ہے۔ اس نے کہا۔ میں آپ سے مشورہ لینے آیا ہوں۔ کہ اب ہم کیا کریں۔ میں نے دریافت کیا۔ کیا آپ احمدی ہیں۔ اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا۔ پھر آپ میرے پاس کیوں آئے ہیں۔ اس نے کہا میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں۔ کہ ہمیں اعتماد ہے۔ کہ آپ جو رائے بھی ہمیں دیں گے۔ وہ درست ہوگی۔ میں نے کہا۔ میں نے اپنے پاس سے تو رائے دینی نہیں۔ میں نے تو جو رائے دینی ہے

قرآن کریم اور حدیث کی رو سے

دینی ہے۔ میں نے پہلے بھی ایک مشورہ دیا تھا۔ لیکن آپ لوگوں نے نہیں مانا۔ ۲۳؁ء میں جب ملکانہ میں ارتداد شروع ہؤا۔ تو اس وقت میں نے اعلان کیا تھا۔ کہ مسلمانو۔ تبلیغ کرو۔ تا تمہاری تعداد زیادہ ہو۔ اور تا اسلام کی تعلیم تمام دنیا میں پھیل جائے۔ لیکن آپ لوگوں نے میری بات نہ مانی اور رات دن اسی میں مشغول رہے۔ کہ احمدیوں کو کافر قرار دیا جائے۔ بے شک ہماری جماعت تبلیغ کرتی تھی۔ مگر اس کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔ دوسرے مسلمانوں نے اس نیک کام میں اس کی مدد نہ کی۔ بلکہ دوسرے مولوی تو یہاں تک کہتے تھے۔ کہ تم بے شک دہریہ ہو جاؤ۔ آریہ بن جاؤ۔ لیکن احمدیت میں داخل نہ ہونا۔ اگر آپ لوگ اس وقت ہمارے ساتھ تعاون کرتے ہم بھی تبلیغ کرتے۔ اور آپ بھی تبلیغ کرتے۔ تو آج تک لاکھوں لوگ اسلام میں داخل ہو چکے ہوتے۔ اور کروڑوں لوگوں کو

اسلام کی خوبیوں کا علم

ہو جاتا۔ یہ پہلی بات تھی۔ جو میں نے بتائی۔ لیکن آپ لوگوں نے نہ مانی۔ اب ۲۳ سال کے بعد بہار میں مسلمانوں کا قتل عام ہؤا ہے۔ میں اب ایک اور علاج بتاتا ہوں۔ لیکن تم نے پھر بھی میری بات نہیں ماننی۔ وہ کہنے لگا بتائیے۔ میں نے کہا۔ تمہارے علاقہ میں ۲۰، ۲۵ فی صدی اچھوت ہیں۔ ان کی مالی حالت بہت گری ہوئی ہے۔ یہاں سے سکھ لوگ جاتے ہیں۔ اور وہ ان کی لڑکیوں کو بیاہ لاتے ہیں۔ وہ

قوم یا مذہب

نہیں دیکھتے۔ وہ اپنی لڑکیاں صرف اس لئے بیاہ دیتے ہیں۔ کہ وہ اچھا کھائیں گی۔ اچھا پہنیں گی۔ گورنمنٹ کا اندازہ ہے کہ ہر سال پانچ چھ ہزار لڑکیاں وہاں سے سکھ بیاہ لاتے ہیں۔ بہار میں ۱۵ فی صدی مسلمان ہیں۔ اگر ان میں سے نصف مرد ہوں تو ساڑھے سات فی صدی مسلمان مرد ہوئے۔ میں کہتا ہوں۔ تم اس تعداد کو اور بھی کم کر لو۔ تم انہیں پانچ فی صدی سمجھ لو۔ اگر تم عیاشی

ربوہ میں خدام الاحمدیہ کا چودھواں[۱۴] سالانہ اجتماع

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی تقاریر مجلس شوریٰ ۔ دینی ۔ علمی ۔ ذہنی اور ورزشی مقابلے

ربوہ ۸ رنومبر ۔ مجلس خدام الاحمدیہ کا چودھواں سالانہ اجتماع مورخہ ۵ رنومبر بروز جمعہ شروع ہوکر ۷ رنومبر کو بخیرو خوبی ختم ہوا ۔

اجتماع کا افتتاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا اور تقریر کے ساتھ فرمایا ۔ تقریر کا خلاصہ اس پرچہ میں دوسری جگہ دیا جا رہا ہے ۔ اس سے قبل محترم نائب صدر صاحب اول نے پاکستان اور خدام الاحمدیہ کے جھنڈے لہرائے ۔

تلقین عمل کا اجلاس

کھانا کھانے کے بعد تلقین عمل کا اجلاس زیر صدارت مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف ہوا ۔ اس میں مکرم عبدالستار صاحب خادم نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ صوبہ سرحد اور مکرم محمد سعید احمد صاحب قائد لاہور نے تقاریر کیں ۔

شوریٰ :۔ تلقین عمل کے بعد شوریٰ کا اجلاس زیر صدارت مکرم مرزا ناصر احمد صاحب نائب صدر اول ہوا ۔ سب سے پہلے آئندہ سال کے لئے نائب صدر کے لئے چھ نام تجویز کئے گئے ۔ ان چھ میں سے حضور جن کو چاہیں گے آئندہ سال کے لئے نائب صدر مقرر فرمائیں گے ۔

چھ نام جو کثرت رائے سے منتخب ہوئے ۔ درج ذیل ہیں :۔

(۱) مرزا منور احمد صاحب (۲) مرزا طاہر احمد صاحب (۳) میر داؤد احمد صاحب (۴) غلام باری صاحب سیف (۵) شبیر احمد صاحب (۶) قریشی عبدالرشید صاحب ۔

اس کے بعد سب کمیٹی مال اور سب کمیٹی تعلیم کے ممبران کا انتخاب کیا گیا ۔ سب کمیٹی مال ۱۷ افراد پر مشتمل تھی ۔ اس کے صدر عبدالغنی صاحب رشدی راولپنڈی اور سیکرٹری چوہدری سعید احمد صاحب عالمگیر مہتمم مال تھے ۔ سب کمیٹی تعلیم ... افراد پر مشتمل تھی ۔ جس کے صدر مکرم محمد سعید احمد صاحب قائد لاہور اور سیکرٹری مولوی غلام باری صاحب سیف تھے ۔ ان سب کمیٹیوں کے اجلاس پروگرام ختم ہونے کے بعد مقام اجتماع میں منعقد ہوئے ۔ شوریٰ کے بعد علمی مقابلے ہوئے اور اس کے بعد رات کو آرام کرنے کے لئے خدام اپنے خیموں میں چلے گئے ۔

حضور کی تقریر کے وقت ۱۰۸ زائرین کے لئے عارضی پاس جاری کئے گئے ۔ ۲۶ مستقل پاس جاری کئے گئے ۔

شامل ہونیوالے خدام کی تعداد

اجتماع میں شامل ہونے والے خدام کی تعداد ۱۰۸۲ تھی ۔ مرکزی اداروں میں کام کرنے والے خدام اس کے علاوہ تھے جن کی تعداد ۲۵۰ تھی ۔ ان میں سے ۵۸۹ لوکل مجلس کے خدام تھے ۔ مغربی پاکستان کی مجالس کے علاوہ قادیان گولڈ کوسٹ ۔ چین ۔ سمالی لینڈ ۔ انڈونیشیا اور ملایا کے نوجوان بھی شامل ہوئے ۔

انتظامات اجتماع کی تفصیل

اجتماع کے جملہ کاموں کو بسہولت سرانجام دینے کے لئے متعدد چھوٹے چھوٹے شعبے بنا دیئے گئے ۔ تمام شعبوں کے نگران مقرر کئے گئے ۔ ان سب انتظامات سے شامل ہونے والوں کو واقفیت بہم پہنچانے کے لئے خالدمیں ان کی تفصیل قبل از وقت دے دی گئی تھی ۔

اجتماع کے نگران اعلیٰ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب تھے ۔

مقام اجتماع کی تیاری کا کام کافی دن پہلے سے شروع تھا ۔ اور خدام کی آمد سے پہلے ان کے خیموں کی جگہوں کو نمایاں کر دیا گیا تھا ۔ مقام اجتماع کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا گیا ۔ ایک حصہ خدام الاحمدیہ کے لئے اور دوسرا اطفال الاحمدیہ کے لئے مخصوص تھا ۔ خدام الاحمدیہ والا حصہ پانچ بڑے حصوں میں منقسم تھا ۔ ایک حصہ میں مرکزی دفتر اور انتظام کے دیگر شعبہ جات کے خیمے لگائے گئے ۔ لنگر خانہ قائم کیا گیا ۔ باقی چار حصے جن کے نام اطاعت ، صداقت اور شجاعت تھے خدام کی رہائش کے لئے مخصوص کئے گئے ۔ اس دفعہ مقام اجتماع میں ۱۹۴ خیمے نصب کئے گئے ۔ جو ہی مرکزی خیموں کے لئے ۲۷ خیمے لگائے گئے ۔ اور خدام اور اطفال کی رہائش کے لئے علی الترتیب ۱۱۸ اور ۴۹ خیمے تھے ۔ اور مقام اجتماع کا رقبہ ۳۷۰۰۰ مربع فٹ تھا ۔

اس شعبہ کے انچارج محکمہ تعمیرات صدر انجمن احمدیہ کے ماہر ڈرافٹسمین مکرم حفیظ الرحمٰن صاحب تھے ۔ جو اپنے کام کو نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے ۔

سپلائی کا انتظام

اس شعبہ کا انتظام محترم چوہدری سعید احمد صاحب عالمگیر مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سپرد تھا ۔ ...... کہ کھانے کا سامان بروقت پہنچانے کے علاوہ دفاتر اور کیمپوں کے لئے گھڑے ۔ لوٹے ۔ آبخورے اور بالٹیاں وغیرہ بھی مہیا کرنا اس کے ذمہ تھا ۔

خوراک :۔ اس شعبہ کا کام خوراک مہیا کرنا تھا ۔ اس کے نگران مکرم سید داؤد احمد صاحب تھے ۔ ۲۰ کی شام کو ۱۵۰۷ کا کھانا مہیا کیا گیا ۔

صفائی و آب رسانی ۔ اس شعبہ کے نگران مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب مہتمم تبلیغ خدام الاحمدیہ مرکزیہ تھے ۔ اس شعبہ کی زیر نگرانی پانی کے لئے ۲ نلکے لگوائے گئے ۔ مرکزی دفاتر اور لنگر خانہ میں پانی پہنچایا جاتا رہا ۔ لنگر خانہ اور کیمپ کے میدان میں چھڑکاؤ کا انتظام کیا گیا ۔

روشنی ۔ اس سال مقام اجتماع میں بجلی کے ذریعہ روشنی کا انتظام کیا گیا تھا ۔ ۵ رنومبر کو پانچ بجے شام کے قریب لائن سپرنٹنڈنٹ جنیوٹ سے تشریف لائے ۔ اور انہوں نے وائرنگ کا معائنہ کر کے میٹر دیا ۔ اس طرح شام تک شعبہ جات کے خیمے بجلی سے روشن کئے گئے ۔ دو صد ٹیوب اور ۲۰ بلب روشن تھے ۔ اس کے علاوہ ۲ گیس اور ۲۱ سری کینیں بھی مہیا کی گئیں ۔ اطفال کے کیمپوں میں بوجہ دوری کے بجلی مہیا نہ کی جا سکی ۔ وہاں گیس کے ۴۴ ذریعہ روشنی کا انتظام کیا گیا ۔ اس شعبہ کے نگران مکرم حسن محمد خان صاحب عارف تھے ۔

علمی مقابلے

حفظ قرآن مجید ۔ تلاوت قرآن مجید ۔ مطالعہ حدیث ۔ مطالعہ کتب مسیح موعود ۔ معلومات عامہ اور ترجمہ قرآن مجید کا مقابلہ ہوا ۔ ان کا انتظام مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف مہتمم تعلیم نے کیا ۔

تحریک جدید نئے سال کا اعلان

ربوہ سے حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی اطلاع دیتے ہیں کہ ۲۶ رنومبر کو سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کی برکات کا تفصیل سے ذکر فرماتے ہوئے نئے سال اور نئے دور کے چندوں کی تحریک فرمائی ۔

چاہیئے کہ احباب دل کھول کر نئے سال میں چندہ لکھوائیں اور عہدیداران جماعت اور خدام الاحمدیہ اور لجنات اماءاللہ پر لازم ہے کہ جلد از جلد وعدے لے کر مرکز میں بھجوائیں اور تحریک جدید کے بقایا کی وصولی کا جلد از جلد انتظام فرمائیں ۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

اعلان

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی ربوہ سے چند دن کے لئے کراچی تشریف لے گئے ہیں ۔ آپ کا پتہ ذیل کا ہوگا ۔

پوسٹ بکس نمبر ۵۱۶۷ کراچی نمبر ۳

ولادت (۱) مکرم سیٹھ یوسف الہ دین صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ سکندرآباد کے نومولود کا نام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے داؤد احمد تجویز فرمایا ہے ۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے ۔

(۲) مکرم شیخ عبدالخالق صاحب ولد حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کو اللہ تعالیٰ نے بچی عطا فرمائی ہے جس کا نام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نسیم تجویز فرمایا ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے ۔

(۳) مکرم محمد علی صاحب ... قادیان کے ... کشمیر ... سرینگر سے آتے ہوئے جموں کے قریب لاری الٹ جانے سے

درخواستہائے دعا مکرم خادم صاحب احمدی وان کے بیٹے نذیر احمد صاحب ، اور مکرم بابو محمد یوسف صاحب سیکرٹری تبلیغ شدید زخمی ہوئے ۔

(۲) جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی قادیان میں بدستور بیمار ہیں ۔ (۳) اہلیہ محترمہ چوہدری عبدالسلام صاحب کو پہلے سے افاقہ ہے ۔

(۴) مکرم عبدالغفور خان صاحب ریٹائرڈ ٹیچر کراچی آنکھ کے کامیاب اپریشن کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں ۔ (۵) مکرم ... صاحب ... بیمار ہیں ۔ دعا کی درخواست کرتے ہیں ۔

(۵) مکرم سیٹھ عبدالحی صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر بھی بیمار ہیں ۔

(۶) مکرم شاد صاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر بیت المال ربوہ پر دوبارہ فالج کا حملہ ہوا ہے ۔

احباب ان سب کی صحت عاجلہ وکاملہ کے لئے دعا فرمائیں ۔

خدام الاحمدیہ کے چودہویں سالانہ اجتماع میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی افتتاحی تقریر

ربوہ ۵ نومبر ۱۹۵۲ء کو بعد نماز جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ربوہ میں خدام الاحمدیہ کے چودہویں سالانہ اجتماع کا افتتاح کرتے ہوئے جو بصیرت افروز تقریر فرمائی اس کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے۔ حضور نے تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے فرمایا:۔

میں نے غالباً پچھلے سال یا اس سے پہلے سال خدام کو توجہ دلائی تھی کہ یک جہتی اور یک رنگی انسان کی فطرت پر بہت اثر انداز ہوتی ہے۔ اور یک رنگی ہی ممد ہوتی ہے۔ چنانچہ اسلامی عبادات اپنے نماز میں یک رنگی اور یک جہتی کا بہت لحاظ رکھا گیا ہے۔ سب کے سب نمازی ایک طرف منہ رکھتے ہیں۔ قطاروں کو سیدھا رکھنے کی بڑے زور سے تاکید کی گئی ہے۔

میں نے توجہ دلائی تھی کہ خدام جب کھڑے ہوں تو وہ یک رنگی اور یک جہتی اختیار کریں مگر میں دیکھتا ہوں کہ اس پر عمل نہیں کیا گیا۔ کسی کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں کسی کے گرے ہوئے ہیں اور کسی کے پیچھے ہیں۔ ایک طریقہ اختیار نہیں کیا گیا۔ اور نہ افسروں نے کوئی طریقہ اختیار کرنے کی ہدایت کی ہے۔

حضور نے فرمایا بظاہر یہ باتیں معمولی نظر آتی ہیں مگر اس کا دوں پر بہت اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب قوم کی صفیں ٹیڑھی ہو جاتی ہیں تو ان کے دل بھی ٹیڑھے کر دیئے جاتے ہیں۔ دیکھنے والوں پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ فوجوں کو دیکھیں کس طرح سپاہی یکساں قدم اٹھا کر اور یکساں بازو ہلا کر چلتے ہیں۔ سینہ یکساں ابھارا ہوتا ہے۔ اور اسی طرح گردن کو بھی ایک خاص حالت میں رکھنے کی ہدایت ہوتی ہے۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک مسلمان نے گردن جھکائی ہوئی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس کی ٹھوڑی کو ہاتھ کے ٹھوکے سے اوپر اٹھا دیا۔ اور فرمایا۔ اسلام تو اپنے جوبن پر ہے۔ تم کیوں مردہ بنے ہوئے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کی ظاہری حالت اس کی باطنی حالت پر دلالت کرتی ہے۔ جس کا اثر دیکھنے والے پر پڑتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ من قال ھلک القوم فھو اھلکھم۔ یعنی جس شخص نے کہا۔ کہ قوم ہلاک ہو گئی اس نے گویا قوم کو ہلاک کیا۔ کیونکہ اس بات کا اس کے ہمسایہ پر اثر پڑتا ہے۔ جب وہ ایک شخص کہتا ہے۔ کہ سارے بے ایمان ہو گئے۔ سارے دیانت کھو بیٹھے۔ تو بیسیوں آدمی اس کی بات پر یقین کر لیتے ہیں۔ حقیقت نہیں دیکھتے۔ وہ صرف یہ دیکھتے ہیں کہ فلاں نے ایسا کہا ہے اس کی مثال

اس شخص کی سی ہے۔ جو گھر سے بہت مدت تک غیر حاضر رہا اور بچوں نے اس کو خط لکھا۔ کہ تمہاری عورت بیوہ ہو گئی ہے۔ اور وہ اس پر یقین لے آیا۔ جب اسے کہا گیا۔ کہ تمہارے جیتے جی تمہاری بیوی کیسے بیوہ ہو سکتی ہے۔ تو کہنے لگا کہ یہ تو ٹھیک ہے مگر بچے بھی جھوٹ نہیں بول سکتے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ انسان کے دل سے شعاعیں نکلتی ہیں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے لوامع الحساد قلبی۔ یہ شعاعیں ہمسایوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نماز با جماعت مقرر کی ہے۔ کہ ایک کا دوسرے پر اثر پڑے۔ ایک مرتبہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک لڑکے کا ذکر کیا۔ کہ پہلے وہ نیک خیالات رکھتا تھا۔ لیکن اب دہریت کی طرف مائل ہو رہا ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے آس پاس بیٹھنے والے لڑکے دہریت کی طرف میلان رکھتے ہیں۔ اسے چاہیئے کہ جماعت میں اپنی سیٹ تبدیل کرے مسمریزم اور ہیپناٹزم اسی تجربہ کی صداقت میں پیدا ہوئے ہیں۔

الغرض یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ ایک کا دوسرے پر اثر پڑتا ہے۔ اسی لئے ضروری ہے۔ کہ یک رنگی اور یکجہتی کی طرف پوری توجہ دی جائے۔ افسروں کو چاہیئے۔ کہ اس بارے میں ایک لائحہ عمل بنائیں۔ اور پھر اس لائحہ عمل کی پوری پابندی کی جائے۔

اس کے بعد حضور نے حالیہ سیلابوں میں خدام الاحمدیہ کی امدادی سرگرمیوں کا ذکر کیا۔ اور اس ضمن میں فرمایا۔ خدام نے نہایت اعلیٰ درجہ کا کام کیا ہے۔ اب انہیں اس اجلاس میں اس امر پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ اس جذبہ کو کس طرح زیادہ ابھارا جائے۔ کیونکہ یہ نہایت مبارک جذبہ ہے ــــ اس ضمن میں حضور نے واضح فرمایا۔ کہ معمولی معمولی کام مثلاً کبھی کسی کا بوجھ اٹھانا خدمتِ خلق نہیں۔ البتہ اگر پروگرام کے ماتحت روزانہ یا ہفتہ میں ایسا کام کیا جائے۔ تو یہ خدمتِ خلق کہلائے گی مگر یہ وہ خدمت نہیں جس کا خدام الاحمدیہ کے نظام کے تحت تم سے تقاضا کیا جاتا ہے کیونکہ ایسی خدمت تو انسان ہونے کی حیثیت میں ہر شخص پر فرض ہے۔

خطاب جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا درحقیقت مختلف خدمات مختلف حیثیتوں کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ پاکستانی ہونے۔ احمدی ہونے یا ایک انسان ہونے کے لحاظ سے جدا جدا فرائض عائد ہوتے ہیں۔ کچھ فرائض ملازم ہونے کی وجہ سے اور کچھ ڈاکٹر ہونے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ ایک حیثیت کے کام کو دوسری حیثیت کو ثبوت میں پیش کرنا تمسخر ہے۔ مثلاً ایک ڈاکٹر بیس آدمیوں کا علاج کرتے یہ کہے کہ اس نے یہ کام خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے کیا ہے ٹھیک نہیں کہلا سکتا۔ وہ ڈاکٹر ہے۔ اور ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے اس کا فرض ہے کہ علاج کرے۔ اگر تم کسی جلسہ جلوس میں حصہ لیتے ہو۔ تو یہ پاکستانی ہونے کی حیثیت سے ہے نہ کہ خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے۔ اسی طرح اگر کوئی کسی گرے ہوئے انسان کو اٹھاتا ہے۔ تو اس کا انسانی فرض ہے۔ اس سے خدام الاحمدیہ کا کیا تعلق ہے۔

پس ایسی خدمات جو ایک حیثیت سے تمہارے فرائض میں شامل ہیں۔ ان کو خدام کی حیثیت کا رنگ نہ دو بلکہ خدمت کا ایک نہایت اعلےٰ معیار قائم کرو۔ مثلاً جیسا کہ لاہور کے خدام نے کیا ہے۔ ربوہ۔ سیالکوٹ۔ ملتان۔ کراچی کے خدام نے بھی اچھا کام کیا ہے۔ پس ہمیشہ کام کا معیار بلند کرنے کی کوشش کرتے رہو۔

حضور نے فرمایا۔ کہ خدام کی ان سرگرمیوں کا ذکر اخبارات میں بھی تحسین کے ساتھ کیا گیا ہے

بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ نمائش ہے۔ بے شک اس کو نمائش کہا جا سکتا ہے۔ مگر یہ جھوٹا پروپیگنڈا نہیں بلکہ بالکل صحیح ہے۔ دراصل ہم شروع ہی سے خدمتِ خلق کے ایسے کام کرتے رہے ہیں۔ مگر ہم انہیں خود ظاہر نہیں کرتے تھے۔ ہم کہتے تھے۔ کہ ہم خدا کا کام کرتے ہیں۔ اظہار کی کیا ضرورت ہے۔ مگر ہم نے نیکی کی اور دنیا نے ہماری نیکی کا اقرار نہیں کیا۔ بلکہ یہ کہا کہ احمدی اپنا کام کرتے ہیں۔ کسی دوسرے کا نہیں کرتے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ہم نے ہمیشہ دوسروں کی خدمت کی۔ پھر بھی ہمارے مخالفین نے الٹا ہمیں بدنام کرنا ہی مناسب خیال کیا۔ ۱۹۱۸ء میں جب انفلوائنزا ملک میں پھیلا۔ تو اگرچہ ہماری جماعت اس وقت بہت چھوٹی تھی۔ ہم نے قادیان کے ارد گرد سات سات میل تک دوائیاں تقسیم کیں۔ اور ڈاکٹروں کے علاوہ دیسی حکیموں کی دوائیاں بھی استعمال کرائیں۔ چنانچہ ہماری اس خدمت پر عوام نے ہماری بہت تعریفیں کیں۔ اسی طرح ملکانوں کے ارتداد کا سوال پیدا ہوا۔ تو ہم نے مبلغ وہاں بھیجے جس کی اس وقت مسلمانوں نے ہماری بڑی تعریفیں کیں۔ چنانچہ ہم نے اس وقت جو خدمات کیں۔ ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ ریاست الور کے ایک گاؤں میں ایک عورت جمیا نامی کے بیٹے بھی آریہ ہو گئے۔ اور گاؤں کی برادری بھی آریہ ہو گئی۔ جمیا کی فصل کھڑی تھی۔ مگر کوئی کاٹنے والا نہیں تھا۔ اور لوگ اس کو ٹھٹھا کرتے۔ کہ تمہاری فصل مولوی کاٹیں گے۔ جب مجھے اس کی اطلاع ملی۔ تو میں نے ہدایت کی۔ کہ ہمارے مبلغ جن میں ڈاکٹر وکیل اور تعلیم یافتہ لوگ شامل تھے۔ جمیا کی فصل کاٹیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور واقعی صحیح تعلیم یافتہ مولویوں نے اس کی فصل کاٹی۔ الغرض مخالفین نے پراپیگنڈا کیا کہ ہم مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ حالانکہ مصیبتوں کے وقت ہمیشہ احمدی ہی آگے آتے رہے ہیں۔ جب مخالفین ہمارے خلاف جھوٹا پراپیگنڈا کرتے ہیں تو ہم سچا

قادیان میں
جماعت احمدیہ کا ۶۱ واں
سالانہ جلسہ

قادیان میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ قریب سے قریب تر آ رہا ہے۔ ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر اس کی تاریخیں مقرر ہیں۔ جماعت کے اس سالانہ اجتماع سے متعدد جماعتی و انفرادی فوائد وابستہ ہیں۔ اسی اہمیت کے پیشِ نظر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بابرکت سفر کی تاکید فرماتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"جلسہ سالانہ میں ضرور تشریف لائیں۔ انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے بہت مفید ہوگا۔ جو للہ سفر کیا جاتا ہے وہ عند اللہ ایک قسم عبادت کے ہوتا ہے"

تقسیم ملک کے بعد ہندوستانی جماعت کو خصوصیت سے مخاطب فرماتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

"اپنے مرکز کیساتھ تعلق کو مضبوط کرو اور ایسا کبھی نہ ہونے دو کہ تمہیں قادیان آنیکی فرصت حاصل ہو اور تم اس سے فائدہ نہ اٹھاؤ" (پیغام برموقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۵۲ء) ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

جب واپس آئے تو لوگوں نے ان پر مختلف قسم کے سوالات کئے۔ بعض نے کہا۔ روس والوں نے غریب اور امیر کو کس طرح مساوی درجہ دے رکھا ہے۔ کسی نے یہ کہا کہ روسیوں کی حالت اگر خراب ہے تو اب ان کی کیا مدد کر رہے ہیں۔ ایک مجلس میں یہ ذکر ہوا۔ کہ روس کے تمام لوگوں میں کس قدر سادگی پائی جاتی ہے۔ تو مسٹر لائڈ جارج نے کہا (غالباً اس وقت لینن برسر اقتدار تھا) کہ لینن کی دعوت کے موقع پر اتنے کھانے پکائے گئے تھے۔ کہ مجھے اپنے ملک میں بھی اتنے کھانے کھانے کا موقع نہیں ملا۔ دوسرے موقعہ پر ان پر یہ سوال کیا گیا کہ

روس ایک غریب ملک

ہے۔ آپ نے ان کی مدد کے لئے کیا کیا۔ تو مسٹر لائڈ جارج نے کہا۔ جب ریل میں سوار ہوا۔ تو میں نے ایک قلی کو دس لاکھ روبل انعام دیا۔ لیکن اس نے حقارت سے اسے پھینک دیا۔ اتنے بڑے امیروں کی ہم کیا مدد کر سکیں گے۔ دراصل اس دس لاکھ روبل کی قیمت اس وقت کے لحاظ سے دو چار پیسے تھی۔ اب اگر کسی یورپین پر خوش ہو کر اسے دو پیسے انعام دیا جائے۔ تو وہ حقارت کی وجہ سے اسے رد نہ کرے گا۔ تو کیا کرے گا؟ گویا مسٹر لائڈ جارج نے بظاہر اس کا یہ مفہوم لیا کہ روس میں مزدوروں کی یہ حالت ہے۔ کہ وہاں ایک مزدور دس دس لاکھ روپیہ کے انعام کو بھی ٹھکرا دیتا ہے۔ پھر اتنے مالدار لوگوں کی میں کیا مدد کروں۔ مگر مطلب یہ تھا۔ کہ روس پراپیگنڈا تو اپنے ملک کا اچھی حالت کا کرتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کے سکے کی کوئی قیمت ہی نہیں رہی۔ پس یہ حالات بناوٹی ہیں۔ دوسرے ممالک جو سرمایہ دار ہیں۔ ان کی ظاہری حالت اگرچہ اچھی ہے۔ وہ اچھی خوراک کھاتے ہیں۔ اور قیمتی لباس پہنتے ہیں۔ لیکن حقیقی عید انہیں بھی میسر نہیں۔ یورپین لوگوں کو ہم عیاش کہتے ہیں۔ لیکن درحقیقت وہ عیاش نہیں۔ میں نے خود یورپین لوگوں سے باتیں کی ہیں۔ ان میں

روحانیت کی خواہش

ایشیائیوں کی نسبت زیادہ ہے۔ لیکن چونکہ امن اور چین انہیں باوجود سرمایہ دار ہونے کے میسر نہیں۔ اس لئے وہ اپنا غم غلط کرنے کے لئے ناچ دیکھتے ہیں۔ شرابیں پیتے ہیں۔ گانے سنتے ہیں اور دوسری عیاشیوں میں اپنا وقت کاٹتے ہیں۔ انہیں کسی طرح سے بھی چین نصیب نہیں۔ وہ سوتے ہیں تو مصیبت زدہ ہونے کی حالت میں جاگتے ہیں تو دکھ بھرے دنوں کے ساتھ۔ اور چونکہ ان میں روحانیت کی خواہش موجود ہے۔ اس لئے وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر ہم کالج بنائیں۔ ہسپتال بنائیں

یا رفاہ عامہ کی دوسری جگہیں بنائیں۔ تو ہم پر فرشتے نازل ہوں گے۔ ہمیں روحانیت نصیب ہو گی۔ اس لئے وہ ان چیزوں پر اپنا روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ لیکن ہوتا کیا ہے۔ وہ ہسپتال بناتے ہیں۔ تو شیطان کا نزول ہونے لگتا ہے۔ وہ سکول بناتے ہیں۔ تو بجائے اس کے کہ ان پر

فرشتوں کا نزول

ہو۔ شیطان ان کے گھروں میں آبستا ہے۔ گویا ہر حرکت جو وہ روحانیت کے حصول کی خاطر کرتے ہیں۔ ان کی بے ایمانی بڑھانے کا موجب ہوتی ہے۔ اور ان کی بے چینی بڑھتی ہے۔ پھر انہیں عید کہاں نصیب ہوتی ہے؟ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کی درخواست پر یہ کہا تھا۔ کہ اللہم ہم پر مائدہ نازل کیجئے۔ اس میں قسم قسم کے کھانے ہوں اور وہ کھانے آسمانی ہوں زمینی نہ ہوں۔ پھر یہ کھانے ہم پر روزانہ اتریں تا ہمارے اگلے اور پچھلے لوگوں کے لئے عید ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں تمہیں تمہاری خواہش کے مطابق مائدہ دیتا ہوں تا تمہاری عید ہو جائے۔ لیکن اس کے بعد بھی اگر کسی نے ناشکری کی تو میں اسے

شدید ترین عذاب

دوں گا۔ اگر وہ کہتے۔ کہ اے اللہ ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ صبح و شام تیری رضا ملے۔ تا ہمارے اگلے اور پچھلے لوگوں کے لئے عید ہو۔ تو یہ زیادہ درست ہوتا۔ انہوں نے خواہش تو کی روحانیت کی۔ لیکن اس کے حصول کے لئے جو ذرائع طلب کئے وہ سب دنیاوی تھے جیسے یورپ کے لوگ خواہش تو روحانیت کے حصول کی کرتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے جو ذرائع استعمال کرتے ہیں۔ وہ سب دنیوی ہوتے ہیں۔ روپیہ کمانے کے لئے اکثر دفعہ دوسروں کی دولت بھی چھیننی پڑتی ہے۔ اور جو دوسروں کی دولت چھینے گا۔ اس کا دل سخت ہو گا۔ اور جس کا دل سخت ہو۔ اسے روحانیت کہاں میسر آتی ہے۔ مثلاً ایک غریب آدمی کے پاس تھوڑا سا آٹا تھا۔ اس نے آٹا گوندھا۔ اور ایک پیڑا بنایا۔ کہ چلو یہ روٹی میرا بیٹا کھائے گا۔ اور میں خود بھوکا رہ کر گذارہ کروں گا۔ لیکن ایک امیر شخص آیا اور اس نے وہ پیڑا چھین لیا۔ پھر وہ غریب آدمی کسی دوسرے شخص کے پاس جاتا ہے۔ اور اس کے پاس سے بھی آٹے کا پیڑا چھین لیتا ہے۔ جس سے اس نے خود بھوکے رہ

کر اپنے بیٹے کا پیٹ پالنا تھا۔ پھر وہ امیر آدمی کسی تیسرے غریب شخص کے پاس جاتا ہے اور اس سے بھی یہی سلوک کرتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں اس کے ہاں پراٹھے پکتے ہیں۔ وہ ان پراٹھوں میں سے ایک پراٹھا کسی غریب کو دے دیتا ہے۔ اور خیال کرتا ہے کہ میں اس طرح

غرباء کی مدد

کر رہا ہوں۔ وہ یہ خیال نہیں کرتا۔ کہ اس نے پراٹھے کا آٹا کئی غریبوں سے چھینا ہے۔ ان کو جب بھی اس ظلم کا احساس ہو گا۔ اس پر مصیبت آ جائے گی۔ پھر ظالم ظلم چھوڑ بھی نہیں سکتا۔ جب کسی قوم کا سٹینڈرڈ دوسری قوموں سے بوجہ ظلم اعلیٰ ہو گیا ہو۔ تو وہ ظلم کو مٹا نہیں سکتے۔ کیونکہ یہ ایک قومی سوال بن جاتا ہے۔ انفرادی سوال نہیں رہتا۔ یعنی اگر ایک فرد اسے چھوڑنا بھی چاہے تو وہ اسے چھوڑ نہیں سکتا۔ جب تک کہ قوم کی اکثریت اس کے ساتھ نہ ہو۔ ایک چور

چوری کی عادت

چھوڑ سکتا ہے۔ ایک ظالم ظلم کو ترک کر سکتا ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے میں اسے کسی ہمسایہ دوست کی مدد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن جو قوم دوسری قوم کو اقتصادی طور پر اپنا غلام بنا لیتی ہے۔ وہ اگر دوسروں پر ظلم کرنا ترک بھی کرنا چاہے تو وہ ایسا نہیں کر سکتی۔ کیونکہ عام طور پر کسی ملک کی اکثر آبادی کسی کام میں متفق نہیں ہو سکتی اور جب کسی ملک کی اکثر آبادی اس بارہ میں متفق نہ ہو۔ تو قومی عیب دور نہیں ہو سکتا پس عید انسان نہیں لا سکتا۔ عید صرف خدا تعالیٰ لا سکتا ہے۔ لیکن اس کا طریق اور ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے تھے۔ کہ جب تم خدا تعالیٰ سے دعا کرو۔ تو رونی صورت بنا لیا کرو۔ کیونکہ قاعدہ ہے۔ کہ اگر مظلومیت کا جھوٹا احساس بھی کیا جائے۔ تو وہ حقیقی رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ ہم نے خود دیکھا ہے۔ کہ ایک شخص جھوٹی شکایت لے کر آتا ہے۔ اور ادھر ادھر کی باتیں بناتا ہے۔ تاہم اس کی بات مان لیں لیکن تھوڑی دیر کے بعد اس پر یہ حالت طاری ہو جاتی ہے۔ کہ اگر ہم کہیں۔ تم مظلوم نہیں۔ تو اسے غصہ آتا ہے۔ عربی زبان میں

ایک لطیفہ

ہے۔ کہ ایک غریب لڑکا تھا۔ امراء کے لڑکے اسے مارتے۔ تو وہ ان سے بچنے کے لئے یہ کہہ دیتا۔ فلاں شخص کے ہاں آج دعوت ہے۔ وہ لڑکے وہاں چلے جاتے۔ اور اس کی جان بچ جاتی۔ لیکن پھر آپ بھی بھاگ کر اس گھر کی طرف چلا جاتا۔ اور خیال کرتا۔ کہ میں نے منت میں مار بھی کھائی ہے۔ اور اگر فی الواقعہ وہاں دعوت

ہوئی۔ تو کھانے سے بھی محروم رہ جاؤں گا۔ جب لڑکے اس مکان پر جاتے اور دیکھتے کہ اس لڑکے نے ان سے جھوٹ بولا ہے۔ دعوت تو تھی نہیں۔ تو وہ پھر اسے پکڑ لیتے اور خوب مارتے اس پر وہ لڑکا اور بھی زور سے کہنا شروع کر دیتا۔ میں نے دھوکا کیا تھا۔ اصل میں دعوت فلاں گھر میں ہے۔ اس پر وہ لڑکے اس گھر کی طرف جاتے لیکن بعد میں پھر وہ لڑکا خود بھی اس گھر کی طرف دوڑتا اور خیال کرتا کہ میں نے مار بھی کھائی ہے۔ اور پھر دعوت بھی دوسرے لڑکے کھائیں۔ یہ درست نہیں۔ تو انسان ایک بناوٹی بات بناتا ہے۔ لیکن بعد میں وہ حقیقت بن جاتی ہے۔ پس

حقیقی عید کے لانے کا ایک طریق

یہ بھی ہے۔ کہ انسان بناوٹی عید منانے کی کوشش کرے۔ اس طرح خدا تعالیٰ اسے حقیقی عید بھی دے دیگا۔ بشرطیکہ حقیقی عید لانے کے لئے وہ کوشش کرے۔ ہمیں تو خدا تعالیٰ نے بناوٹی عید دی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے ایک مامور کو بھیجا ہے۔ اور بتایا ہے کہ اب مسلمانوں کے لئے عید کا زمانہ آیا ہے۔ اب شوکتِ اسلام کا زمانہ ہے۔ لیکن افسوس کہ حقیقی عید لانے کے لئے ہم نے کوئی کوشش نہیں کی۔ اگر ہم جھوٹے طور پر بھی عید عید کہیں گے۔ گو ہمارا نفس تو جھوٹ بولے گا۔ لیکن دراصل وہ بات سچی ہو گی۔ جیسے قرآن کریم میں آتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس منافق آ کر کہتے۔ کہ ہم گواہی دیتے ہیں۔ کہ تو اللہ کا رسول ہے۔ اس پر خدا تعالیٰ نے کہا۔ کہ یہ منافق جھوٹ بولتے ہیں۔ لیکن اتنی بات ضرور سچ ہے۔ کہ تو اللہ تعالیٰ کا رسول ہے۔ پس اگر ہم جھوٹی عید بھی منائیں گے۔ تو وہ سچ بن جائے گی۔ کیونکہ وہ

خدا تعالیٰ کی تائید

میں ہو گی۔ نئے کپڑے بدل لینا۔ عطر لگا لینا یا اچھے کھانے پکا لینا ایک ادنیٰ شکل ہے ہمیں اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے دل میں پیدا کرنا چاہیئے۔ اس کی صفات کو یاد کرنا چاہیئے۔ اس کا ذکر کرنا چاہیئے۔ چاہے ہم اپنے دل سے ایسا نہ کر رہے ہوں۔ صرف زبان سے ہی ذکر الٰہی کر رہے ہوں۔ تا خدا تعالیٰ کو بھی غیرت آ جائے۔ اور وہ ہمارے جھوٹ کو سچ بنا دے۔ مثلاً ایک امیر شخص اپنے غلام کو دس تھپڑ مارے اور پھر اس سے کہے۔ کہ تو ہنس۔ تو وہ بظاہر ہنسا۔ آپ کر دے گا تا اس کا مالک اس پر خوش ہو جائے لیکن اس کا دل رو رہا ہو گا۔ اسی طرح ہم بناوٹی عید محض خدا کی خوشنودی کے لئے منائیں گے۔ تو خدا تعالیٰ بھی کہے گا۔ کہ اس نے یہ بناوٹ صرف میری خاطر کی ہے۔ اس میں جس چیز کی طاقت تھی۔ اس نے اس کی

اظہار کردیا۔ ان اللّٰہ یحول بین المرء وقلبہٖ۔ دل میرے قبضہ میں ہیں۔ ظاہری طور پر اس نے عید بنالی ہے۔ اندرونی طور پر میں اسے خبیث دیتا ہوں۔

پس جماعت کے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ ایسی باتیں کریں۔ اور ایسا رنگ اختیار کریں جس سے معلوم ہو کہ واقعہ میں عید آگئی ہے تمہیں خداتعالےٰ نے

دنیا کی اصلاح کیلئے

مقرر کیا ہے۔ تم کم از کم ظاہر ایسا بناؤ۔ جو سچ کی تائید کے لئے ہو۔ ایسا ظاہر نہ بناؤ۔ جو جھوٹ کی تائید میں ہو۔

میرے پاس شکایت آئی ہے۔ کہ بعض لوگ باتوں باتوں میں کہہ دیتے ہیں۔ کہ احمدی معاملات میں اچھے نہیں وہ خراب ہوتے جارہے ہیں ایسا کہہ کر وہ درحقیقت اپنے آپ کو مجرم بناتے ہیں۔ کیونکہ جب خداتعالےٰ کہتا ہے۔ کہ تمہارے لئے عید آئی ہے۔ تو تم کس طرح کہہ سکتے ہو۔ کہ عید نہیں آئی۔ خداتعالےٰ کہتا ہے کہ میں نے ان لوگوں کے ذریعہ باقی

دنیا کی اصلاح

کرنی ہے۔ لیکن تم کہتے ہو۔ ان میں فلاں نقص ہے۔ فلاں نقص ہے۔ اگر ظاہری طور پر تمہیں بعض نقائص بھی نظر آتے ہوں۔ تو تم کہو کہ گو ہمیں نقائص نظر آتے ہیں۔ مگر ہم جھوٹے ہیں خداتعالےٰ سچا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ایک دفعہ ایک شخص آیا۔ اور اس نے عرض کی۔ یارسول اللہ میرے بھائی کے پیٹ میں سخت تکلیف ہے۔ آپؐ نے فرمایا اسے شہد پلاؤ۔ چنانچہ اس نے اسے شہد پلایا۔ لیکن تکلیف پہلے سے بھی بڑھ گئی وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس پھر دوبارہ گیا۔ اور عرض کیا۔ یارسول اللہ آپ کی ہدایت کے ماتحت میں نے اپنے بھائی کو شہد دیا تھا۔ لیکن اس کی تکلیف بڑھ گئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اسے اور شہد دو۔ اس نے کچھ اور شہد دیا۔ لیکن تکلیف پہلے سے بھی زیادہ ہوگئی۔ وہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا۔ شہد تو میں نے اور بھی دیا ہے۔ لیکن میرے بھائی کی تکلیف اور بڑھ گئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اسے اور شہد دو۔ تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ خداتعالےٰ سچا ہے جب اس نے کہا کہ شہد میں شفا ہے۔ تو میں کس طرح مانوں کہ شہد کے ساتھ تمہارے بھائی کو شفا نہیں ہوسکتی۔ ممکن ہے کوئی کہہ دے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم طب نہیں جانتے تھے۔ لیکن میں کہتا ہوں یہ بات درست نہیں۔ آپؐ

روحانی طبیب

تھے۔ اس لئے جسمانی طب کے تمام اصول بھی سمجھتے تھے۔ آپؐ نے طبی اصول کی بنا پر ہی مریض کو شہد پلانا تجویز فرمایا۔ اگر وہ تیسری بار شہد پلا دیتا۔ تو وہ یقیناً تندرست ہوجاتا۔ ممکن ہے۔ اس نے ایسا کیا ہی ہو۔ ہم نے ایلوپیتھک اور

ہومیوپیتھک کا مطالعہ

کیا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں۔ کہ اسہال کا علاج بعض دفعہ ہلکے سے مسہل کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ تم اگر کسی ڈاکٹر کے پاس جاؤ۔ اور کہو مجھے دست آتے ہیں۔ تو وہ اکثر دفعہ تمہیں کسٹر آئل دیگا۔ کسٹر آئل پیچش کا علاج ہے۔ اگر دست آتے ہوں اور ساتھ خراش بھی ہو۔ تو اس کا علاج کسٹر آئل ہے۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو کچھ فرمایا تھا۔ وہ درست تھا۔ اگر وہ کافی شہد پلا دیتا۔ تو اس کا بھائی ضرور تندرست ہوجاتا۔ لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مقام یہ بھی ہے۔ کہ انسان کہے۔ کہ مریض کا پیٹ جھوٹا ہے۔ آپؐ تو سمجھتے تھے۔ کہ شہد پلانے سے مریض کو یقیناً صحت ہوجائیگی۔ لیکن اس شخص کو یہ مقام حاصل نہیں تھا۔ اس کا مقام یہ تھا۔ کہ وہ کہتا۔ میرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے ورنہ جو علاج رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تجویز فرمایا تھا۔ وہی درست ہے۔ اسی طرح جب خداتعالےٰ نے اس زمانہ میں اپنے مامور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا۔ اور فرمایا کہ عیسائیت اب شکست کھا جائیگی اور اکثر عیسائی اسلام قبول کرلیں گے۔ اور دنیا میں رحم انصاف عدل اور دیانتداری پیدا ہوجائیگی۔ تو چاہے بظاہر حالات تمہارا دل اسے مانے یا نہ مانے۔ تم یہی کہو کہ جو کچھ خدا تعالےٰ نے کہا ہے۔ وہی درست ہے۔ تمہارے نزدیک یہ جھوٹ ہی سہی۔ لیکن تم جھوٹ کی شکل میں سچ بولو۔ کیونکہ

خداتعالےٰ کا قول

بہر حال سچا ہے۔ اگر تمہارے پاس کوئی اور شخص آتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ احمدی خراب ہوتے ہیں تو تم کہو۔ مجھے بھی ایسا ہی نظر آتا ہے لیکن تم بھی جھوٹے ہو۔ اور میں بھی جھوٹا ہوں۔ اگر خدا تعالےٰ کہتا ہے کہ دنیا کی اصلاح انہی لوگوں کے ذریعہ ہوگی۔ تو انہی لوگوں کے ہاتھوں سے اصلاح ہوگی۔ میں بھی تمہارے خیالات سے متفق ہوں لیکن ساتھ ہی نظر آرہا ہے کہ میں بھی جھوٹا ہوں اور تم بھی جھوٹے ہو۔ تمہارا تو فرض تھا۔ کہ تم

خداتعالیٰ کی خاطر عید

مناتے۔ لیکن تم نے تو ماتم کرنا شروع کردیا ہے۔ اس سے بڑھکر اور بدقسمتی کیا ہوگی۔ کہ خداتعالےٰ تو عید دے۔ اور تم ماتم کرو۔

پس تم خداتعالےٰ کے کلام کے مناسب حال اپنی بناؤ۔ تبھی کامیابی ہوگی۔ تم اپنا مقصد اور مدعا سمجھ لو۔ تمہارا مقصد یہ ہے۔ کہ تم نے اسلام کے جھنڈے کو دنیا میں گاڑنا ہے۔ بیشک خیال کرو کہ یہ لوگ غریب ہیں۔ فقیر ہیں بےشک یہ لوگ ظاہر میں غریب اور فقیر نظر آتے ہیں۔ لیکن

اسلام کا جھنڈا

انہوں نے ہی گاڑنا ہے۔ کیونکہ خداتعالےٰ نے یہی کہا ہے۔ اگر تمہارا دل جھوٹا ہے۔ خداتعالےٰ سچا ہے۔ اس نے جو بات کہی ہے۔ وہ بہرحال سچی ہے۔ مجھے کوئی عزیز سے عزیز رشتہ دار بھی کہے۔ کہ احمدیوں میں فلاں نقص ہے یا فلاں نقص ہے۔ تو میں اسے جھوٹا ہی کہوں گا۔ پس تم یہ طریق اختیار کرو۔ کہ جماعت کے دوسرے دوستوں کے متعلق یہ کہو۔ کہ وہ بڑے بااخلاق ہیں۔ بڑے بلند ہمت ہیں بڑے دیندار اور خدارسیدہ ہیں۔ کیونکہ اس سے تم خداتعالےٰ کی تائید کروگے۔ اور لوگوں میں نیکی کا جذبہ پیدا کروگے۔ اور اسی سے

خداتعالےٰ کا فضل

نازل ہوگا۔ اور تمہارے دل کو بھی چین نصیب ہوگا۔ اور ان کی بھی اصلاح ہوگی۔ جن کے اندر کمزوری ہوگی۔

السابقون الاولون کی توجہ کیلئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

(۱) "اب یہ دور ختم ہونے والا ہے یہ غیر معمولی دور ہے اگرچہ ہم بعد میں بھی چندے دیں گے لیکن یہاں یہ دور ختم ہوجاتا ہے۔"

(۲) "جس کی وجہ سے ہم "السابقون الاولون" اور دفتر اول والے کہلاتے تھے یہاں ایک مرحلہ ختم ہوجاتا ہے۔"

(۳) "اسلئے میری تجویز ہے کہ اُنیس سال کے خاتمہ پر ان لوگوں کی قربانیوں کا ریکارڈ رکھنے کیلئے ایک رسالہ شائع کردیا جائے اور اس میں اُن سب لوگوں کے نام لکھے جائیں جنہوں نے اشاعت اسلام میں مدد دی! اور پھر وہ رقم بتائی جائے جو انہوں نے تحریک کے ماتحت اسلام کیلئے دی۔ تا لوگوں کے لئے ان کی ایک مثال قائم ہوجائے۔"

(۴) "اُن سب السابقون الاولون کے نام چھپوا کر لائبریریوں میں رکھے جائیں۔"

(۵) "جماعتوں کے اندر پھیلائے جائیں۔"

(۶) "خود اُن کے پاس بطور ریکارڈ بھیجے جائینگے اپنی زندگی میں بطور یادگار اپنے پاس رکھیں اور اپنے بعد اپنی نسلوں کے لئے یادگار کے طور پر چھوڑ جائیں۔"

(۷) یاد رکھو! "تحریک جدید" وہ قدیم تحریک ہے جو آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جاری کی گئی تھی۔"

(۸) "تحریک جدید کی بنیاد اس بات پر ہے کہ اسلام کے نام کو روشن کیا جائے اور قرآن کریم کے پیغام کو دنیا تک پہنچایا جائے اس غرض کو پورا کرنیکے لئے "تحریک جدید" کے ماتحت بیرونی دنیا میں مبلغ بھجوائے گئے "تحریک جدید" کے اجراء کے بعد میرے خیال میں مبلغ ساٹھ کے قریب ہوگئے۔"

(۹) "چونکہ "تحریک جدید" میں چندہ دینے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی "پانچہزاری" والی پیشگوئی کو پورا کرتے ہیں اس لئے انکی قربانی کی یادگار قائم کرنیکے لئے یہ طریق اختیار کیا جائے گا۔"

(۱۰) "اس چندہ میں حصہ لینے والوں کے متعلق میرا ارادہ ہے کہ ان لوگوں کو دو گروہوں میں تقسیم کرکے انکی فہرستیں بنائی جائیں۔ ایک جنہوں نے دس سال تک (اب یہ فیصلہ انیس سال تک کا ہوا) قاعدہ کے مطابق دیا۔ دوسرے وہ جنہوں نے اُنیس سال تک ہر سال پہلے سال سے بڑھ کر چندہ دیا۔"

" دور اول کے "السابقون الاولون" کی اُنیس سالہ یہ فہرست تیار ہورہی ہے اور اس کا بڑا حصہ تیار رکھا ہے سوائے انکے جنکے ذمہ تھوڑا بہت بقایا ہے انہیں شک نہیں ایسے احباب کیلئے مجبوریاں ہونگی مگر اسلام پر جو نازک وقت گذر رہا ہے اور احمدیت جس مقصد کو لیکر کھڑی ہوئی ہے اُسکو مدنظر رکھتے ہوئے ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس جہاد میں جو غیر ممالک میں تبلیغ اسلام اور تبلیغ احمدیت کا جاری ہے شامل ہوجائے کیونکہ اسلام کی مجبوریاں اور معذوریاں آپ لوگوں کی مجبوریوں اور معذوریوں سے بہت زیادہ ہیں اور پھر اسلام کا اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہوسکنا اس سے زیادہ بداثر ڈالتا ہے جتنا کہ آپکا ذاتی طور پر چند مالی مشکلات میں مبتلا ہوجانا اثر ڈال سکتا ہے پس وہ جن کے ذمہ کچھ بقایا ہے فوراً بقایا ادا کرکے اپنے نام اُنیس [illegible]

جماعتہائے احمدیہ کے جلسوں کی رپورٹیں

جماعت کلکتہ

جلسہ سیرۃ النبی نہایت شاندار طریقہ پر بروز اتوار ۲ رنومبر بوقت ۵ بجے شام احمدیہ دار التبلیغ کلکتہ کے باغ میں نہایت خوبصورت درباری شامیانہ ۹۰×۱۰۰ کے تحت زیر صدارت عالی جناب ڈاکٹر کالیداس ناگ ایم۔ اے پی ایچ ڈی ڈی لٹ (پیرس) ایم پی حکومت ہند منعقد ہوا۔ اس جلسہ کے لئے اردو، انگریزی اور بنگلہ زبانوں کے ۱۵ ہزار اشتہار انگریزی اور اردو کے ۲ ہزار پوسٹر تین صد دعوتی کارڈ چھپوائے گئے تھے شہر عظیم کلکتہ کے بیشتر اخبارات انگریزی، بنگلہ، اردو، ہندی میں اعلانات شائع کئے گئے۔ جلسہ میں روشنی اور لاؤڈ سپیکر کا نہایت بہتر انتظام کیا گیا تھا۔ صاحب صدر کے وارد ہوتے پر تلاوت قرآن کریم سے کارروائی شروع کر دی گئی۔ خاکسار نے سورہ احزاب سے رکوع "ولقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" تلاوت کی۔ اخویم محمد بشیر صاحب سہگل کی صاحبزادی نے ایک مختصر نظم پڑھی۔ اس کے بعد خاکسار نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی اشعار سے "در دلم جوشد ثنائے سرورے۔ آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے" پڑھے۔ مکرم عبد السلام صاحب بی۔ اے نے ایک مختصر انگریزی مضمون خوبی و صداقت اسلام و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا۔ اس کے بعد کمار ایس۔ این رائے ایم۔ اے سابق ممبر بنگال مجلس قانون ساز نے ہندوستانی میں تقریر بیان کی۔ اسلام و حضرت بانی اسلام پر برنارڈ شا۔ رابندرناتھ ٹیگور، مہاتما گاندھی کے آراء سنائے۔ صاحب موصوف کی عمر ۸۵ سال کی ہے۔ اور آنحضرت کے ساتھ قابل رشک طور پر محبت و عقیدت رکھتے ہیں۔ اور اسی بنا پر باوجود کمزوری کے آپ شوق سے تشریف لائے۔ کرسی پر بیٹھ کر بیان کرتے رہے۔ تقریر کے بعد بھی دوسری تقریریں دیر تک سنتے رہے۔ آپ کی خواہش کے بموجب ابتدائی مقررین میں آپ کا وقت رکھا گیا تھا۔ آپ کسی وقت قادیان بھی تشریف لے جا چکے ہیں۔ ان کے بعد مسٹر اے کے ایم زکریا صاحب سابق   میئر کلکتہ کارپوریشن جو از حد بیمار اور معذور ہیں نے بھی بیٹھ کر مختصر تقریر بیان کی۔ اس کے بعد پروفیسر اختر احمد صاحب اختر پٹنہ یونیورسٹی کی تقریر اردو میں شروع ہوئی۔ پریذیڈنٹ صاحب کی خواہش تھی اردو تقریر کا خلاصہ انگریزی میں سنا دیا جائے۔ لیکن افسوس ہے کہ کمی وقت کی وجہ سے نہ ہو سکا۔ سامعین کی خواہش پر آپ کی تقریر اردو میں ہوئی ورنہ انگریزی میں ہوتی۔ صاحب موصوف صرف اسی جلسہ کے لئے تشریف لائے تھے۔ تقریر کے بعد ہی آپ دلی ایکسپریس کے ذریعہ پٹنہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ آپ کی تقریر بہت ٹھوس اور دلچسپ تھی تعلیم یافتہ طبقہ نے بہت پسند کیا۔ پون گھنٹہ تقریر ہوتی رہی دوران تقریر ہی روشنی فیل کر گئی اور منتظمین نے چند منٹ کے اندر ہی درست کر لیا۔ لیکن قابل تعریف ہے کہ نہ تو آپ نے تقریر بند کی اور نہ اجتماع میں کوئی ایک ذرہ بھی گڑبڑی پیدا ہوئی بلکہ تمام سامعین جن کی تعداد ہزار سے زیادہ تھی تاریکی میں ہی بیٹھے ہوئے تقریر سنتے رہے۔ فالحمد للہ۔ پروفیسر اختر صاحب مکرم کے بعد پروفیسر ہیرالال صاحب چوپڑہ ایم۔ اے کی تقریر بھی اردو میں ہوئی۔ گو پریذیڈنٹ کی خواہش کے مطابق انگریزی میں ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن اردو تقریر اس قدر دلچسپ اور بہتر پسند کی گئی کہ ساری تقریر اردو میں ہی ہوئی۔ انگریزی کے لئے وقت نہ مل سکا۔ صاحب موصوف اردو اور فارسی اشعار بھی حسب محل دوران تقریر میں سناتے رہے۔ اور عام مسلمانوں کو فرائض مذہبی کی طرف توجہ دلاتے رہے۔ آپ کی تقریر بھی بہت پسند کی گئی۔ سامعین میں سے کئی نے خواہش کی اور صاحب موصوف سے مل کر درخواست کی۔ ان کے میلاد النبی کے جلسوں میں بھی تقریر کریں۔ ایک اردو نظم بھی تقریر کے اختتام پر پڑھ کر انہوں نے حاضرین کو محظوظ کیا یہ نظم لوگوں نے بہت پسند کی۔ آپ کے بعد پریذیڈنٹ کی تقریر انگریزی میں ہوئی۔ جو گو مختصر تھی لیکن نہایت مفید اور قیمتی امور پر روشنی ڈالنے والی تھی۔ چونکہ آپ کو جلد واپس جانا تھا۔ اس لئے خطبہ صدارت کے فوراً بعد تشریف لے گئے۔ اور مولوی محمد سلیم صاحب فاضل کی تقریر شروع ہوئی۔ آپ کی تقریر نصف گھنٹہ ہوئی۔ آپ کے بعد ایک پارسی دوست R.T. S… نے کوئی ۱۰ منٹ اردو میں ہی تقریر فرمائی۔ اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی خوبیوں اور خدمات کو سراہا۔ ان کے بعد اخویم محمد یوسف صاحب بانی کے صاحبزادہ ناصر احمد نے حضرت مسیح موعود کی ایک نظم پڑھی اور شکریہ و دعاؤں کے ساتھ جلسہ ۱/۲ ۹ بجے برخاست کیا گیا حاضرین کی تعداد خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خلاف توقع تمام پچھلے جلسوں سے زیادہ تھی۔ کرسیوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ جو بالکل ناکافی ثابت ہوئی۔ اور اندر کھلی جگہ پر نیز ارد گرد اور باہر سینکڑوں حضرات کھڑے تقریریں سنتے رہے۔ انتظامات جلسہ بھی نہایت خوشکن تھے۔ احمدی احباب جو خدمات پر مامور تھے سرخ کپڑے پر کلمہ شریف سفید رنگ میں لکھے ہوئے بطور بیج اپنے بازو پر لگائے ہوئے خدمات دے رہے تھے۔ ہر کام خدا تعالیٰ کے فضل سے خوش اسلوبی سے سرانجام پاگئے۔ فالحمد للہ۔ وما ذالک علی اللہ تعالیٰ نیک اور دیرپا نتائج ظاہر کرے۔ آمین

خاکسار محمد شمس الدین سیکرٹری تبلیغ کلکتہ

جلسہ بمبئی

امسال جماعت احمدیہ بمبئی کے زیر اہتمام جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مورخہ ۳۱/۱۰/۵۷ اء منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ جلسہ کی صدارت کے لئے جناب مرار جی ڈیسائی وزیر اعظم بمبئی۔ جناب منگل داس صاحب پکواسہ سابق گورنر مدھیہ پردیش اور جناب دیا بھائی پٹیل میئر آف بمبئی سے درخواست کی گئی۔ مگر ہر ایک نے اپنی پہلے کی مقررہ مصروفیتوں کی بنا پر معذرت کی۔ مگر اس تقریب اور اس کی غرض و غایت کو سراہا۔ بالآخر پنڈت کیدار ناتھ آف شانتی کنج دادر سے صدارت جلسہ کی درخواست کی گئی۔ جو انہوں نے بخوشی منظور فرمائی۔ صاحب موصوف ایک مذہبی اور کانگرسی حلقوں میں عزت و رسوخ رکھنے والے آدمی ہیں۔

اس جلسہ میں تقریر کرنے کے لئے جناب جی این ڈیسائی صاحب سابق میئر آف بمبئی اچاریہ شر تمکسی جین لیڈر سردار گورنجن سنگھ صاحب   پرنسپل خالصہ کالج اور پادری جے ایس ولیم صاحب کو دعوت دی گئی۔ اور ہر دوست نے اس دعوت کو بطیب خاطر قبول کیا۔

جلسہ کا اعلان اردو۔ انگریزی اور گجراتی اخبارات میں کیا گیا۔ اس کے علاوہ اردو اور انگریزی کے پوسٹر آویزاں کئے گئے۔ اور معززین شہر کو دعوت نامے بھی بھجوائے گئے۔ چنانچہ یہ جلسہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۵۷ء بروز اتوار "پیپلز جناح ہال" میں ۴ بجے شام زیر صدارت جناب پنڈت کیدار ناتھ جی منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد خاکسار نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ اور بتایا کہ ہماری جماعت امن و اتحاد کی علمبردار ہے۔ مذہبی آزادی اور آزادی ضمیر کی حامی ہے۔ اور ہم چاہتے ہیں۔ کہ تمام مذاہب کے پیروؤں کے درمیان باہمی رواداری اور خوشگوار تعلقات پیدا ہوں۔ اسی لئے ہم نے اس تقریب میں غیر مسلم معززین کو دعوت دی ہے۔ کہ وہ اس جلسہ میں آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرہ و سوانح پر تقریر فرمائیں۔ تاکہ ان کے ہم مذہب بھائیوں کو بھی علم ہو۔ کہ بانی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کن خوبیوں کی حامل تھی۔ اور باہمی نفرت کی بجائے محبت پیدا ہو۔

چونکہ اچاریہ تلسی جین گورو اپنی ایک مصروفیت کے تشریف نہ لا سکے تھے۔ انہوں نے اپنے ایک شاگرد کو تقریر کے لئے بھجوا دیا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں بتایا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسی سے حسن سلوک پر بہت زور دیا ہے۔ اور آپ نے ذات پات کو ختم کیا۔ اور عیسائیوں کو بھی مسجد میں عبادت کی اجازت دی۔ اور پھر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت و دیانت کے بارہ میں بھی بعض امور بیان کئے۔ اس کے بعد جناب جی این ڈیسائی صاحب سابق میئر بمبئی نے تقریر فرمائی۔ اور بتلایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچپن میں ہی یتیم ہو گئے۔ اور ان کی پرورش کس طرح تنگدستی کے ماحول میں ہوئی۔ جوانی میں آپ نے تجارت کی۔ اور آپ کی امانت و دیانت کی وجہ سے حضرت خدیجہ رضی نے آپ سے شادی کی درخواست کی۔ آپ نے مکہ میں ہر ظلم و ستم کو برداشت کیا۔ اور آخر مکہ چھوڑنا پڑا۔ مدینہ میں بھی دشمنوں نے آپ کا پیچھا کیا۔ اور پھر کچھ لڑائیاں ہوئیں مگر وہ بھی بعد مجبوری۔ آپ نے دنیا سے ہر قسم کی برائیاں دور کرنے کی کوشش کی۔ اور Universal brotherhood کی بنیاد ڈالی۔ اور یہ اسلام کی سب سے بڑی خوبی ہے۔

اس کے بعد خاکسار نے تقریر کی۔ اور بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت دنیا اور خصوصاً عرب کی کیا حالت تھی۔ ایسے ماحول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معصوم رہنا ایک زبردست کمال ہے۔ اور دعوائے نبوت کے بعد آپ کی قوت قدسیہ کی برکت سے جو عظیم الشان روحانی انقلاب آیا۔ وہ آپ کی صداقت کی ایک بین دلیل ہے۔ دشمنوں کے ظلم و ستم کے مقابلہ میں آپ کا صبر و تحمل اور اقتدار کے حصول کے بعد عفوِ عام (جیسے فتح مکہ کے موقعہ پر ہوا) اخلاق فاضلہ کا کرشمہ ہے۔

خاکسار کے بعد جناب سردار گورنجن سنگھ صاحب   پرنسپل خالصہ کالج نے تقریر فرمائی۔ اور بتلایا۔ کہ میں نے Holy Prophet Mohammad کتاب جو انگریزی میں قادیان سے شائع ہوئی ہے پڑھی ہے۔ مجھے ایسا معلوم ہوا۔ کہ اسلام اور سکھ دھرم میں کوئی فرق نہیں۔ آپ نے اپنی تقریر میں بعض آیات کا مقابلہ کر کے بتلایا۔ کہ اسلام اور سکھ دھرم کی تعلیمات میں کس قدر اتحاد ہے۔

آخر میں آپ نے دردبھری اپیل کی۔ کہ مسلمانوں اور سکھوں کو سابقہ تلخ واقعات کو بھلا کر پھر سے محبت سے بیٹھنا چاہیئے۔ جس طرح ایک مسلمان کے دل میں تڑپ ہے کہ وہ مکہ مدینہ جائے۔ اسی طرح ہمارے دل میں تڑپ ہے کہ ہم اپنے مقدس استھان ننکانہ جائیں۔ اس لئے مسلمانوں کو فراخدلی سے اس کی زیارت کی اجازت دینی چاہیئے۔ تاکہ باہمی تعلقات خوشگوار ہوں۔

آپ کے بعد فادر ولیم صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں تقریر شروع کی۔ اور بتلایا کہ مجھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی زندگی میں مماثلت نظر آتی ہے۔ اور مخالفین نے دونوں پر قریباً ایک ہی قسم کے اعتراضات کئے۔ باقی عربستان کے بدوؤں اور جاہلوں کے دل و دماغ میں انقلاب لاکر اُن کو دنیا کی تہذیب یافتہ اور متمدن قوم بنا دینا بھی معجزہ سے کم نہیں۔

آخر میں صدر جلسہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ دنیا میں جو ولی اللہ رہبر گذرے ہیں۔ اُن سب نے بڑی تکالیف اُٹھائی ہیں۔ یہ تکالیف اپنے لئے نہیں۔ بلکہ دوسروں کے لئے اُٹھائیں۔ اُن کا دل جلتا تھا۔ اس لئے نہیں کہ اُن کے پاس دولت و طاقت نہ تھی۔ بلکہ اس لئے کہ عوام کی حالت خراب تھی۔ وہ واقعی خدا کے برگزیدہ بندے تھے۔ جن کو اپنے آرام کی نہیں۔ بلکہ دوسروں کی فکر رہتی تھی۔ آج کے زمانہ کا انسان صرف اپنے فائدہ کی سوچتا ہے۔ اپنے لئے دعائیں مانگتا ہے مگر دنیا کے رشی، ولی اور پیغمبروں نے کبھی اپنے لئے دعا نہیں مانگی۔ ہمیشہ دوسروں کے خیرخواہ رہے۔ مجھے ایسی تقاریب جو باہمی محبت بڑھائیں بہت قدر ہے اس لئے بھی کہ اس کی صدارت قبول کی۔

جلسہ کے اختتام سے قبل خاکسار نے جملہ حاضرین و معزز ین جلسہ کا شکریہ ادا کیا اور جلسہ کی کارروائی بخیرو خوبی انجام پذیر ہوئی۔ اس جلسہ میں ہر فرقہ و خیال کے لوگوں نے شرکت کی۔ علاوہ ازاں اردو، انگریزی، گجراتی اور ہندی کا لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ اس جلسہ کی مختصر روئداد اخبار "ہندوستان" ۲ ر نومبر ۱۹۷۰ء میں شائع ہوئی ہے۔ جو کہ درج ذیل ہے:-

بمبئی۔ ۳۱ ر اکتوبر۔ آج شام کے ۶ بجے جناح ہال میں احمدیہ مسلم مشن کے زیر اہتمام سیرت النبیؐ کا جلسہ منعقد ہوا۔ جس کی صدارت شانتی کنج کے سوامی کیدارناتھ نے کی۔ ابتداء میں مولانا شریف احمد صاحب امینی نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ آنحضرت کی سیرت پاک پر مسٹر گنپتی سنکر ڈیسائی، مولانا شریف احمد صاحب امینی سردار گوربچن سنگھ بالی پرنسپل خالصہ کالج اور فادر جے ایچ ولیم نے تقریریں کیں۔

سردار گوربچن سنگھ نے فرمایا کہ مسلمان بھائی بڑی محبت عقیدت اور عقیدت سے کہتے ہیں میرے مولا بلا لے مدینے مجھے

مدینہ کی عظمت و تقدیس ہی اتنی زیادہ ہے کہ ہر مسلمان کو یہ کہنا چاہیئے۔ کہ ہم سکھوں کا مدینہ پاکستان میں ہے۔ ہمارے گورونانک جی کا استھان پاکستان میں ہے۔ اور ہمارے دل میں بھی لگن ہے کہ ہم اپنے مدینہ جائیں۔ میں مسلمان بھائیوں سے ہاتھ جوڑ کر پرارتھنا کرتا ہوں کہ وہ ماضی کو بھول جائیں۔ سکھوں اور مسلمانوں کے مذہب میں کئی چیزیں مشترک ہیں۔ ہم آج کے مقدس دن عہد کریں۔ کہ ہم بھائی چارہ سے رہیں گے۔ آپ لوگ اور پاکستانی بھائی ہمارے احساس کو محسوس کریں۔ اس قسم کی ملی جلی مجلسیں ہمیں ایک دوسرے کو سمجھنے میں مدد دیں گی۔

فادر ولیم نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ محمد صلعم اور عیسیٰ علیہ السلام دونوں پیغمبروں پر لوگوں نے یکساں قسم کے الزامات لگائے۔ محمد صلعم کی باتوں کو لوگ سچ تو مانتے تھے۔ لیکن ابھی کے ساتھ یہ بھی کہتے تھے کہ انہیں یہ باتیں کوئی اور بتاتا ہے۔ اور حضرت عیسٰیؑ کو لوگ جادوگر کہتے۔ لیکن آخر میں ان دونوں کی سچائی کو لوگوں نے مان لیا۔ حضرت صلعم پر یہ بھی الزام تھا کہ وہ کوئی معجزہ نہیں دکھاتے۔

مسٹر ولیم نے کہا کہ عربستان کے بدوؤں اور جاہلوں کے دل و دماغ میں انقلاب لاکر ان کو دنیا کی تہذیب یافتہ اور متمدن قوم بنادینا بھی معجزہ سے کم نہیں۔

صدر جلسہ نے اپنی تقریر میں کہا کہ دنیا میں جو ہادی و رہبر گذرے ہیں ان سب نے بڑی تکالیف اُٹھائی ہیں۔ یہ تکالیف اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے اُٹھائیں ان کا دل جلتا تھا۔ اس لئے نہیں کہ ان کے پاس دولت و طاقت نہ تھی بلکہ اس لئے کہ عوام کی حالت خراب تھی۔ وہ واقعی خدا کے برگزیدہ بندے تھے جن کو اپنے آرام کی نہیں بلکہ دوسروں کی فکر رہتی تھی۔

آج کے زمانہ کا انسان صرف اپنے فائدہ کی سوچتا ہے اپنے لئے دعا ئیں مانگتا ہے۔ مگر دنیا کے رشی، ولی اور پیغمبروں نے کبھی اپنے لئے دعا نہیں مانگی ہمیشہ دوسروں کے خیر خواہ رہے۔

اس جلسہ میں ہر فرقہ و خیال کے لوگوں نے شرکت کی۔ اور محمد صلعم کی زندگی پر روشنی ڈالی۔

(شریف احمد امینی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

رپورٹ پریس کانفرنس

گورداسپور ۵ ر نومبر۔ جناب ٹھاکر کرم سنگھ صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے پریس کانفرنس میں (جس میں خاکسار ایڈیٹر بدر بھی مدعو تھا) بتایا کہ ایک علاقہ میں آجکل سوئر کماد کے کھیتوں کو ویران کر رہے ہیں۔ اس کی روک تھام کے لئے بیلہ کی اراضی کو ایسے کاشتکاروں میں تقسیم کرنے کی تجویز کی ہے جن کو مالکان نے اپنی اراضی سے اُٹھا دیا ہے۔ یا جن کے پاس زمین کاشت کے لئے نہیں۔ اسی طرح بیلہ زیر کاشت آنے کی وجہ سے سوئروں کی پناہ گاہ ختم ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ ایک شکار کلب بھی سوئروں کے ختم کرنے کی خاطر بنا رہا ہوں۔ نیز وہاں کے لوگوں کو بندوقیں بھی دے دی جائیں گی۔

آپ نے یہ بھی بتایا کہ گذشتہ دنوں جو سیلاب آیا تھا۔ اس کا باعث یہ امر ہوا کہ کانا کوٹھا (تحصیل گورداسپور) کے مقام پر دریا کے ڈھا سے ایک پچاس فٹ چوڑا اور دس فٹ گہرا طویل شگاف پڑ گیا۔ جو شدید سیلاب کا باعث ہوا۔ یہی سیلاب لودیہات کی چوبیس صد ایکڑ کی تباہی کا باعث ہوا۔ جو ریت سے اٹ گیا نیز آپ نے بتایا کہ ماہ اکتوبر میں دو لنڈ دھاریوال نے قریباً ایک لاکھ چالیس ہزار روپے کا دھاگہ اور قریباً چودہ لاکھ روپیہ کا گرم کپڑا تیار کیا۔ بٹالہ میں چوبیس ہزار ٹو کے تیار کئے گئے۔ جو گذشتہ ماہ سے آٹھ ہزار زیادہ تھے ایک فیکٹری نے بجلی کی موٹریں بنانی شروع کی ہیں۔

حیات قدسی حصہ سوئم

یعنی

سوانح حیات حضرت مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

مندرجہ عنوان بالا کتاب جناب سیٹھ محمد معین الدین صاحب جنت کنٹہ حیدر آباد (دکن) نے شائع کی ہے۔ اس کتاب کے پہلے دو حصے جناب سیٹھ علی محمد اے الہ دین صاحب سکندر آباد نے شائع کئے ہیں۔

کتاب کے ان ہر حصص میں علاوہ حضرت ممدوح کے خود نوشت اور ایمان افروز سوانح حیات کے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے مقدس خلفاء کی بے نظیر قوت قدسیہ معجزات اور ایمان کو جلا بخشنے والے حالات اور واقعات درج ہیں۔ اور تقریباً پچاس سال کی تبلیغی مہمات اور الٰہی تائیدات کے بہت سے واقعات محفوظ کئے گئے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی اور دیگر بزرگان سلسلہ نے ان حالات کو روح پرور۔ احمدیوں میں تصوف اور روحانیت کی چاشنی پیدا کرنیوالے اور غیروں میں مؤثر تبلیغ کے لئے ایک عمدہ ذریعہ بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ ایک خط میں حضرت مولوی صاحب کو تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"آج آپ کا رسالہ حیات قدسی حصہ سوئم مرزا عزیز احمد صاحب نے لاکر دیا ہے اور میں نے پڑھنا شروع کیا ہے۔ مبارک ہو بہت روح پرور مضامین ہیں ایسی کتابوں کی احمدیوں اور غیر احمدیوں میں بکثرت اشاعت ہونی چاہیئے۔ مناظرانہ باتوں کی نسبت اس قسم کی روحانی مذاکرات کا زیادہ اثر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ آپکی عمر اور علم میں برکت عطا کرے۔"

صفحات حصہ سوئم ۲۰۰۔ قیمت مع محصول ڈاک دو روپے ۲/- ر۔ رپورٹ تحقیقاتی عدالت بھی مل سکتی ہے۔

عبدالعظیم تاجر کتب۔ قادیان (مشرقی پنجاب)

ضرورت ہے

کہ میں حیات سلطانی (حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ کی سوانح حیات) لکھ رہا ہوں ان کی تالیفات کے مندرجہ ذیل نسخے مطلوب ہیں۔ جن احباب کے پاس ہوں عاریتاً یا قیمتاً مجھے بھیجدیں۔ میں شکر گذار ہوں گا اور وہ شریک ثواب۔

۱ یادِ رسول - ۲ اعتصام - ۳ علوم القرآن - ۴ اخلاق احمدیہ - ۵ ریاض الاخلاق - ۶ سراج الاخلاق

خاکسار عرفانی - الہ دین بلڈنگ
سکندرآباد (دکن)

(خطبہ بقیہ صفحہ ۶)

قسم کے قانون نہ بنائیں۔ جن کی وجہ سے وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کو مجرم قرار دیں آخر ہم ان سے پوچھ سکتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس مجسٹریٹ سے اجازت لے کر ایک سے زیادہ شادیاں کی تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کس مجسٹریٹ سے اجازت لے کر ایک سے زائد شادیاں کی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے کس مجسٹریٹ سے اجازت لے کر ایک سے زائد شادیاں کی تھیں۔ حضرت عثمانؓ نے کس مجسٹریٹ سے اجازت لے کر ایک سے زائد شادیاں کی تھیں۔ حضرت حسنؓ نے کس مجسٹریٹ سے اجازت لے کر ایک سے زائد شادیاں کی تھیں۔ اس طرح اور اولیاء اور صوفیاء جو امت میں گذرے ہیں۔ انہوں نے کس مجسٹریٹ سے اجازت لے کر ایک سے زیادہ شادیاں کی تھیں۔ ضرورت تو اس بات کی تھی کہ اسلام کے اس قانون پر عمل کرنے کے سلسلہ میں جو خرابیاں پیدا ہوئی ہیں۔ انہیں دور کیا جاتا۔ اور ایسے قوانین بنائے جاتے۔ کہ کوئی شخص اپنے عمل سے اسلامی احکام کو بدنام نہ کرسکتا۔ مثلاً جب ایک سے زائد شادیاں کی جاتی ہیں۔ تو اکثر یہ ہوتا ہے۔ کہ پہلی بیوی کو کالمعلقہ چھوڑ دیا جاتا ہے اور دوسری بیوی کے ساتھ عیش منایا جاتا ہے۔ پہلی بیوی کے بچوں کی تعلیم کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ اور دوسری بیوی کے بچوں کو ہر قسم کی سہولتیں دی جاتی ہیں۔ ایسی مثالیں ان لوگوں میں بھی پائی جاتی ہیں۔ جو اپنے آپ کو

قوم کا لیڈر

سمجھتے ہیں۔ اگر ضرورت ہو۔ تو ایک مجلس قائم کی جائے۔ اس مجلس میں ہم ان لیڈروں کی مثالیں بیان کر دیں گے۔ پس ضرورت اس بات کی تھی کہ ایسا قانون بنایا جاتا کہ اگر کوئی شخص اسلام کے احکام کے ماتحت ایک سے زیادہ شادیاں کرے گا۔ تو اسے اپنی سب بیویوں میں انصاف کرنا پڑے گا۔ اسے پہلی بیوی اور اس کے بچوں کو بھی دوسری بیوی اور اس کے بچوں کے برابر خرچ دینا پڑے گا۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کرے گا۔ تو ہم اسے سزا دیں گے۔

اسی طرح اسلام میں

خلع کا قانون

ہے۔ لیکن ہوتا یہ ہے۔ کہ مرد جب چاہتا ہے اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے۔ لیکن عورت اگر چاہے تو خلع نہیں کرا سکتی۔ ہم نے اس قانون کو اپنی جماعت میں جاری کیا ہے۔ لیکن ہمارے اندر اتنی طاقت نہیں کہ ہم اس قانون کو سارے ملک میں جاری کر سکیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے نفرت کرتی ہے تو وہ اس سے الگ ہو سکتی ہے۔ کیونکہ تعلقات زوجیت محبت پر مبنی ہوتے ہیں۔ اگر محبت نہیں رہی۔ تو وہ اپنے خاوند سے الگ ہو جائے۔ اگر مرد کہتا ہے۔ کہ اس کی بیوی کے اس سے اچھے تعلقات نہیں۔ تو رشتہ داروں کا ایک بورڈ بیٹھے گا۔ وہ اس امر کی تحقیقات کرے گا۔ اگر اس کی بات درست ثابت ہوئی۔ تو اسے کہا جائے گا۔ کہ تم اسے طلاق دے دو۔ اور اگر عورت کہتی ہے کہ اس کے خاوند کے اس سے اچھے تعلقات نہیں۔ تو اس طرح کا ایک بورڈ عورت کے متعلق بیٹھے گا۔ جو معاملہ کی تحقیقات کرے گا۔ اور اگر واقعہ درست ثابت ہوا۔ تو عورت کو خلع کی درخواست قضاء میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے گی۔

پس یہاں اس قسم کے قوانین بننے چاہئیے تھے۔ کہ

اسلامی احکام کا ناجائز استعمال

نہ ہو۔ ہمارے ملک میں عام رواج ہے۔ کہ معمولی سے جھگڑے پر وہ اپنی بیوی کو کہہ دیتے تھے۔ تمہیں تین طلاق۔ تمہیں تین ہزار طلاق۔ تمہیں تین کروڑ طلاق۔ تمہیں تین ارب طلاق۔ یہی رواج حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بھی عربوں میں ہو گیا۔ اب ملاں کہتا ہے کہ مرد کے تین طلاق کہنے پر تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ اسلام نے اس بیوقوفی کی اجازت نہیں دی۔ بلکہ اس طریق کو ناجائز قرار دیا ہے اسلام نے یہ حکم دیا ہے۔ کہ جس طہر میں خاوند بیوی کے پاس نہ گیا ہو۔ اس طہر میں طلاق دی جائے۔ اگر یہ امر ثابت ہو جائے۔ کہ اس طہر میں وہ اپنی بیوی کے پاس گیا تھا۔ تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ پھر

آج کل کا ملاں

کہتا ہے۔ کہ تین دفعہ یکدم طلاق دینے کے بعد عورت سے دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ اگر ایک عورت کو دس ہزار دفعہ بھی یکدم طلاق دے دی جائے۔ تو وہ ایک ہی طلاق شمار کی جائے گی۔ اور اس کے بعد عدت میں اسے رجوع کا اختیار حاصل ہوگا۔ اگر مرد اس عرصہ میں رجوع نہیں کرتا۔ اور عدت گذر جاتی ہے۔ تو عورت پر طلاق واقع ہو جائے گی۔ اور دوبارہ تعلق صرف نکاح سے ہی قائم ہو سکے گا۔ لیکن اگر نکاح کے بعد مرد پھر کسی وقت عورت کو طلاق دے دیتا ہے۔ اور عدت میں رجوع نہیں کرتا۔ تو یہ دوسری طلاق ہوگی۔ اس کے بعد بھی نکاح کے ذریعہ مرد و عورت میں تعلق قائم ہو سکتا ہے۔ لیکن ان دو نکاحوں کے بعد اگر پھر وہ کسی وقت غصہ میں طلاق دے دیتا ہے۔ اور عدت میں رجوع بھی نہیں کرتا۔ تو اس کے بعد اسے اپنی بیوی سے نکاح کی اجازت نہیں ہوگی۔ جب تک وہ اور نکاح مکمل نہ کرے۔ اور درحقیقت اس قسم کی

دو طلاقوں کے بعد

کوئی پاگل ہی ہوگا۔ جو تیسری طلاق دے۔ اور اگر وہ دیتا ہے۔ اور پھر عرصۂ عدت میں رجوع بھی نہیں کرتا۔ تو شریعت اس عورت کے ساتھ اسے نکاح کی اجازت نہیں دیتی۔ لیکن آج کل کے ملاں منہ سے تین طلاق کہہ دینے پر ہی اس عورت کو مرد پر حرام کر دیتے ہیں۔ اور دوبارہ نکاح کو ناجائز قرار دے دیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اس قسم کے واقعات کثرت سے ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ اب اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو یک وقت ایک سے زیادہ طلاقیں دے گا۔ تو میں سزا کے طور پر اس کی بیوی کو اس پر ناجائز قرار دے دوں گا۔ جب آپ پر یہ سوال ہوا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تو ایسا حکم نہیں دیا پھر آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ منشا رتھا۔ کہ اس قسم کی طلاقیں رک جائیں۔ چونکہ تم اس قسم کی طلاق دینے سے رکتے نہیں۔ اس لئے میں بطور سزا اس قسم کی طلاق کو جائز قرار دے دوں گا۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ اور آپ کا ایسا کرنا ایک

وقتی مصلحت کے ماتحت

تھا۔ اور صرف سزا کے طور پر تھا۔ مستقل حکم کے طور پر نہیں تھا۔

غرض مسلم لیگ پر بہت بڑی ذمہ داری تھی اسے چاہیئے تھا۔ کہ وہ اس قسم کے قوانین کی طرف دستور ساز اسمبلی کو توجہ دلاتی جن کے ذریعہ اسلامی احکام پر عمل کرایا جاتا مگر بجائے اس کے کہ وہ لوگوں کی غلطیوں کی اصلاح کرتی۔ اس نے

شریعت کے احکام میں اصلاح

کرنی شروع کر دی۔ اور یہ فیصلہ کر دیا۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نعوذ باللہ مجرم ہیں۔ یہ کتنی افسوسناک اور شرمناک بات ہے۔ ایسی اسلامی حکومت پر ایک سچا مسلمان کس طرح ناز کر سکتا ہے۔ اگر پاکستان میں اسی قسم کی اسلامی حکومت بنتی ہے۔ جس نے اسلامی احکام کو رد کرنا ہے۔ اور انہیں ناجائز قرار دینا ہے۔ تو ہم یہ تو نہیں کہیں گے۔ کہ خدا تعالےٰ ایسی حکومت کو بدل دے۔ خدا تعالےٰ نے اس ملک میں دو سو سال کے بعد مسلمانوں کو آزادی بخشی ہے۔ اس کے کھوئے جانے کی ہم کبھی خواہش نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ ضرور کہیں گے۔ کہ خدا تعالےٰ اس قسم کے مسلمانوں کو عقلیں بخشے۔ اور ملک کو ان کے فتنہ سے بچائے۔ بہرحال چونکہ ابھی فرصت باقی ہے۔ اسلئے تم دعاؤں میں لگے رہو۔ تا خدا اسلام کو اس قسم کے دشمنوں سے محفوظ رکھے۔ اور ایسے لوگوں کو حکومت نہ دے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی مذمت کرنے والے اور ان پر گند اچھالنے والے ہوں۔

(الفضل ۱۸ نومبر ۱۹۵۸ء)

جناب رفیع احمد قدوائی مرحوم

معزز معاصر ریاست دہلی نے اپنی اشاعت ۸ نومبر میں جناب رفیع احمد صاحب قدوائی ایسی عظیم شخصیت کے قابلِ رشک حالات تحریر کئے ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

پچھلے اتوار کی شام کو ہندوستان کے محترم سیاسی رہنما مسٹر رفیع احمد قدوائیؒ کا انتقال ہو گیا۔ اور ہندوستان کا کوئی صوبہ اور کسی صوبہ کا کوئی شہر ایسا نہیں جہاں اس موت کو ملک کا ناقابلِ تلافی نقصان قرار دے کر ملک نے ماتم نہ کیا ہو۔ چنانچہ کانگریسیوں اور مسلمانوں کو تو چھوڑیئے، سیوم سنگھیوں اور ہندو مہا سبھائیوں نے بھی اس موت کو ملک کے لئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان قرار دیا ہے۔ کیونکہ مرحوم مسٹر رفیع احمد جیسا لائق، مدبر، قوتِ ارادی کا مضبوط اور فیاض شخص ہندوستان کے لیڈروں میں بہت کم ملے گا۔

مسٹر رفیع احمد قدوائی کے انتقال کے بعد ہندوستان کے ہر اخبار نے آپ کی صفات بیان کرتے ہوئے ماتمی ایڈیٹوریل شائع کئے۔ اور اس وطن پرست رہنما کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا مگر ہم آج ان کی چند وہ صفات بیان کرنا چاہتے ہیں۔ جو دنیا کے بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہیں اور جن کے باعث رفیع صاحب ایک غیر معمولی اور بلند ترین درجہ رکھتے تھے۔

رفیع احمد صاحب تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد ملک کی سیاست میں داخل ہوئے اور دس برس کے قریب مختلف جیلوں میں قید رہے آپ کا گو عمر بھر کانگریس کے ساتھ تعلق رہا مگر خیالات کے لحاظ سے آپ سوشلسٹ تھے جس کا ثبوت یہ ہے کہ عرصہ ہوا آپ نے اپنی زمینداری کی تمام زمین کاشتکاروں کو بغیر کسی معاوضہ کے دے دی تھی۔ اور آپ کی فیاضیوں کے تمام قصے اگر لکھے جائیں تو اس کے لئے کئی ہزار صفحہ کی ضخیم کتاب چھپ سکتی ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنی زندگی میں سینکڑوں نہیں ہزارہا ضرورت مندوں کی ضرورتوں کو پورا کیا، اور صبح سات بجے ان کے گھر پر جایئے یا دوپہر کو دفتر میں دونوں جگہ پچیس تیس اشخاص آپ کی ملاقات کے لئے موجود ہوتے اور ان ملاقات کرنے والوں میں زیادہ تعداد ضرورتمندوں کی ہوا کرتی چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ آپ خود مالی لحاظ سے کبھی بھی خوشحال نہ تھے اور اکثر مقروض رہتے مگر آپ نے کبھی بھی کسی ضرورتمند کی امداد کرنے سے انکار نہ کیا اور اگر اس قول پر یقین کر لیا جائے کہ خدا اس کو دیتا ہے جو دوسروں کی ضروریات پوری کرے تو رفیع احمد کے پاس فی الحقیقت خدا کا دستِ غیب تھا۔ جس سے آپ ہر روز ہزارہا روپیہ ضرورتمندوں کو بطور امداد دیتے۔ چنانچہ ایڈیٹر "ریاست" کو جب کبھی آپ کی کوٹھی پر یا آپ کے دفتر میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں اس نے ہمیشہ ہی پچیس تیس ایسے لوگوں کو دیکھا جو رفیع صاحب سے امداد لینے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اور ان لوگوں میں یو پی کے مولوی، کانگریس کے ورکر، جرنلسٹ، مصنف، ممبران پارلیمنٹ، قومی والنٹیر، طلباء، اور شعرا ہوتے اور آپ کی فیاضی صرف شمالی ہند کے لوگوں تک ہی محدود نہ رہتی، ہندوستان کے ہر صوبہ سے ضرورتمند لوگ ان کے پاس پہنچتے۔

مرحوم مسٹر قدوائی نے اپنی زندگی میں سینکڑوں اخبارات کو موت کے منہ سے بچایا اور اخبارات کو جو امداد دی گئی وہ ہزارہا روپیہ سے لے کر لاکھوں روپے تک بھی تھی یعنی بعض اخبارات کو ضرورت کے مطابق ہزار دو ہزار یا پانچ سات ہزار روپیہ دیا اور بعض کو پچاس ساٹھ ستر ہزار یا کئی لاکھ روپیہ بھی دیا گیا۔ چنانچہ ہمیں ایک دوست نے بتایا کہ ایک روزانہ انگریزی اخبار مالی مشکلات میں مبتلا تھا۔ اس کے ایڈیٹر صاحب قدوائی صاحب کے پاس پہنچے اور بتایا کہ کئی ماہ سے سٹاف کی تنخواہیں بھی نہیں دی جا سکیں۔ آپ نے پوچھا کہ کتنے روپیہ کی ضرورت ہے۔ ایڈیٹر صاحب نے جواب دیا ساٹھ ہزار روپیہ کی۔ آپ نے اپنی میز کی دراز میں سے چیک بک نکالی اور ساٹھ ہزار روپیہ کا چیک دے دیا۔ گیانی گورمکھ سنگھ ممبر پارلیمنٹ نے ایک واقعہ ایڈیٹر "ریاست" کو بتایا۔ پنجاب کانگریس کے دو تین اصحاب آپ سے ملنے کے لئے گئے۔ پنجاب کے الکشن کی باتیں ہو رہی تھیں۔ ان لوگوں نے ابتدائی اخراجات کے لئے روپیہ نہ ہونے کی دقت بیان کی تو آپ نے بغیر مطالبہ کے ان کو پانچ ہزار روپیہ کا چیک دے دیا حالانکہ روپیہ کے لئے درخواست نہ کی گئی تھی۔ کیونکہ مسٹر رفیع احمد کی یہ روش یو۔ پی کی ایسی فضا میں ہوئی جہاں ضرورتمند لوگ صرف اشارہ ہی کیا کرتے ہیں، اپنا ہاتھ نہیں پھیلایا کرتے۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ رفیع صاحب سے روپیہ دینے کی درخواست نہیں کی جاتی تھی، ان سے صرف اپنی مشکلات بیان کرنا ہی کافی ہوا کرتا اور چیک بک سے چیک دے دیا جاتا۔

رفیع صاحب کے کیریکٹر کی ایک بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ اگر دو دوست ہوں، ان میں سے ایک کی امداد کی جائے تو دوسرے دوست کو اس امداد کا اُس وقت تک پتہ نہ چلتا جب تک کہ امداد لینے والا خود اپنے دوست کو نہ بتاتا۔ چنانچہ آپ اس قول کے سختی کے ساتھ پابند تھے کہ ایک ہاتھ اگر کسی کی امداد کرے تو دوسرے ہاتھ کو اس کا پتہ نہ ہونا چاہیئے۔

رفیع احمد صاحب کو وضعداری کے اعتبار سے بھی بہت کم لوگ مقابلہ کر سکیں گے۔ آپ کے کئی ایسے دوست تھے جو دنیا میں موجود نہ تھے مگر رفیع صاحب ان کے بعد ان کے خاندان اور بیوی بچوں کی امداد کیا کرتے۔ چنانچہ دہلی کے ایک مرحوم لیڈر نے ایک لڑکی کو اپنی بیٹی بنایا تھا۔ یہ لیڈر انتقال کر گئے تو یہ لڑکی رفیع صاحب سے اپنی تعلیم کے لئے ایک سو روپیہ ماہوار لیا کرتی۔ اب نہ معلوم اس بیچاری کی تعلیم کا کیا ہوگا۔ رفیع صاحب کی ان فیاضیوں کے قصوں کے ساتھ یہ واقعہ بھی بیحد دلچسپ اور حیرت انگیز ہے کہ آپ ہمیشہ ہی تنگدست رہے اور بقول ایک ممبر پارلیمنٹ جب آپ کو کپڑے سلوانے کی ضرورت ہوتی تو آپ کے بعض دوست آپ کے کپڑے سلوا کر بھیج دیتے آپ کو اپنی ذات پر خرچ کرنے کا کبھی خیال بھی نہ آتا۔

مسٹر رفیع احمد کا دسترخوان بھی بہت وسیع تھا۔ ان کی کوٹھی کے تمام کمرے مہمانوں سے بھرے رہتے اور دوپہر کا کھانا ہو یا رات کا دسترخوان پر کبھی پچیس تیس اصحاب سے کم نہ ہوتے۔ ایڈیٹر "ریاست" ایک بار ان سے ملنے کے لئے صبح سات بجے گیا کیونکہ اس وقت ہی آپ نے طلب فرمایا تھا۔ وہاں دیکھا گیا کہ ان کے جانے سے پہلے وہاں ڈرائنگ روم میں پچیس اصحاب ملاقات کے لئے بیٹھے ہیں، اور بیٹھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ چنانچہ ان کا ملازم مجھے ان کے پرائیویٹ ڈرائنگ روم میں لے گیا۔ جہاں کہ ان کے خاندان کے لوگ بیٹھا کرتے۔ اس وقت دوسرے لوگ ملاقاتیں کر رہے تھے۔ اور مجھے نصف گھنٹہ کے قریب انتظار کرنا پڑا۔ میں اس نصف گھنٹہ میں قدوائی صاحب کی گھریلو زندگی کے متعلق سوچتا رہا تو مجھے خیال آیا کہ گو تمام ہندوستان رفیع صاحب کا مداح ہے اور ان کو ایک بیباک، فیاض، لائق ترین سیاستدان اور بہت بڑا مدبر سمجھتا ہے مگر ان کی بیوی تو یقیناً ان کو ایک بے اعتنا شوہر سمجھتی ہوں گی کیونکہ ان کو اپنی بیوی سے بات تک کرنے کی فرصت نہیں اور یہ بیچاری خیال کرتی ہوں گی کہ کسی کلرک سے بیاہی جاتی تو اچھا تھا۔ یہ کلرک دفتر کے اوقات کے بعد تو ان کے پاس رہتا۔ مجھے معاف فرمایا جائے میں نے یہی سوال پروفیسر گرراج کشور سے بھی مہاتما گاندھی کے متعلق کیا تھا۔ یہ پروفیسر صاحب پندرہ برس تک مہاتما گاندھی کے آشرم میں مہاتما جی کے ساتھ رہے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا تھا کہ تمام دنیا مہاتما گاندھی کو قابلِ صد احترام قرار دیتی ہے۔ کیا یہ واقعہ ہے یا نہیں کہ ماتا کستوربا یعنی مہاتما جی کی بیوی اپنے شوہر کو ایک نالائق شوہر قرار دیتی ہوں گی۔ کیونکہ مہاتما جی کو اپنی بیوی سے باتیں کرنے کا کافی وقت نہ ملتا تھا۔

پروفیسر صاحب پہلے تو میرے اس سوال پر حیران ہوئے مگر انہوں نے مہاتما گاندھی کی گھریلو زندگی پر غور کیا تو آپ کو مجھ سے متفق ہونا پڑا اور آپ نے اقرار کیا کہ مہاتما گاندھی کی سیاسی اور پبلک مصروفیات کو ماتا کستوربا بڑی طرح محسوس کرتی تھیں اور ان مصروفیات کو دیکھ کر آپ کی پیشانی پر بل آ جاتے تھے) پچیس تیس اصحاب کے اس مجمع میں سے شاید ایک شخص بھی ایسا نہ ہوگا جو مطمئن نہ گیا ہو اور اس مجمع میں لیڈر، ایڈیٹر، شاعر، مولوی اور قومی ورکرز وغیرہ تمام قسم کے لوگ تھے۔

مرحوم مسٹر قدوائی ایک بہترین دوست تھے اور جس شخص نے بھی آپ کے دامن کو پکڑ لیا اس کے لئے ترقی کے دروازے کھل گئے۔ چنانچہ مسٹر اجیت پرشاد جین اور مسٹر مہابیر تیاگی، غیر معمولی حیثیت کے اصحاب تھے جو مسٹر قدوائی کی نظرِ عنایت کے باعث آج مرکزی گورنمنٹ میں وزارہیں اور نائب وزیروں کا ہی کیا سوال ہے ہزارہا ایسے لوگ ہیں گے جنہوں نے صرف رفیع صاحب کی دوستی کے باعث بلند پوزیشن حاصل کی۔

مسٹر رفیع احمد قدوائی دوسری صفات کے علاوہ ایک بلند ترین محب الوطن بھی تھے جس کے باعث آج کانگریس کے مخالفین یعنی ہندو مہاسبھائیوں اور سیوم سنگھیوں کی آنکھیں بھی اشک بار ہیں چنانچہ اگر مسٹر قدوائی کی تمام زندگی کے حالات اور ان کی موت کے بعد ملک کے ماتم کو دیکھا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ آپ کی زندگی قابلِ تقلید تھی اور آپ کی موت قابلِ رشک اور خدا کرے کہ ہندوستان میں آپ جیسی اور شخصیتیں بھی پیدا ہوں۔

جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلعم

جماعت احمدیہ کی طرف سے ہندو پاکستان دونوں ممالک میں سیرۃ النبیؐ کے جلسے منعقد کئے گئے ہیں۔ صرف پاکستان ہی کے بڑے بڑے شہروں کی روئداد کے اندراج کے لئے بدر متحمل نہیں ہوسکتا۔ اس لئے صرف بھارت کے جلسوں کی روئداد شائع کی جاتی ہے (ایڈیٹر)

جماعتہائے حیدر آباد و سکندر آباد کا جلسہ

مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ حیدر آباد دکن تحریر کرتے ہیں۔ کہ:-

مورخہ ۹/۵/۱۲ کو ہر دو جماعتوں کی طرف سے بوقت صبح و شام دو اجلاس کا انتظام کیا گیا۔ پہلا عالی جناب مولوی مرتضٰے خاں صاحب ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ کی صدارت میں ۹½ بجے صبح شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم سیکرٹری صاحب تبلیغ نے جلسہ کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے بتایا کہ آج سے ربع صدی پیشتر ہمارے ملک میں مذہبی اختلافات کی بناء پر تباغض و تحاسد و تنافر کی فضاء پیدا ہو گئی تھی۔ اُسے بطریق احسن ختم کرنے کے لئے ہمارے آقا سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے سیرۃ النبیؐ کے جلسہ کی جماعت میں تحریک فرمائی اس کا مقصد تمام مذاہب کے لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب کر کے صحیح حالات سے واقف کرانا تھا۔ تاکہ جو تفرقے۔ جہالت اور ناواقفیت سے پیدا ہوتے تھے۔ وہ ختم ہو جائیں۔ اور جوں جوں ایسی تقاریب اپنے حلقہ عمل میں وسعت اختیار کریں۔ انسانی قلوب میں محبت اور اتفاق کے جذبات پیدا ہونے لگیں۔ اور اس طریق سے ہم یہاں تک متحد ہو جائیں کہ اگر سب مذاہب ایک وجود نہ بن سکیں تو کم از کم سب تعاون عمل کے لئے تو تیار ہو جائیں۔

محترم سیکرٹری صاحب کے بعد ایک معروف ہندو ایڈوکیٹ مسٹر بی۔ این۔ چوبے نے اپنی تقریر میں فرمایا۔ کہ اس جلسہ کے جن اغراض و مقاصد کو بیان کیا گیا ہے۔ ان پر کسی کو اعتراض نہیں ہوسکتا۔ یہ کتنا اچھا مقصد ہے کہ سب اقوام کے لوگ آپس میں مل کر بیٹھیں اور ایسے مسائل کو بیان کریں اور اُن پر غور کریں جو آپس میں اتفاق و اتحاد کی بنیاد ڈالیں۔ میں سوچ رہا تھا۔ کہ آج کے جلسہ میں آپؐ کے اسوہ حسنہ میں سے اس چیز کو جسے میں ہمتم بالشان سمجھتا ہوں بیان کر کے دعوتِ عمل دوں۔ حقیقت یہ ہے کہ غیر مسلموں کا بڑے سے بڑا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کے سامنے کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ پس جبکہ ایسا لائحہ عمل آپ کے پاس ہے۔ ایسے پیغام ربانی کو پانے کے بعد ضرورت تھی کہ مسلمان اُس پر عمل کرتے۔ اللہ تعالےٰ کے قانون پر غور کر کے دیکھو تو پتہ چلتا ہے کہ اس نے دو تغیر ہی دنیا میں جاری فرمائی ہیں (۱) تغیر جاریہ۔ تغیر مکمل۔ دنیا کے حوادث تغیر جاریہ ہیں۔ ان پر غور کر کے مفید اور غیر مفید کام دریافت کرنے چاہئیں۔ مثلاً گزشتہ تیس پینتیس سال میں کئی حکومتوں کے تختے اُلٹ گئے۔ ان کے پیچھے کیا حقیقت تھی اور کیا مصلحت الٰہی تھی۔ دوسری تغیر یعنی تغیر مکمل اُسوہ حسنہ رسولؐ کا نام ہے۔ جس کو خدا تعالےٰ نے محفوظ فرما دیا ہے۔ تا ہر شخص اُس سے فائدہ اُٹھا سکے۔ اور اپنے عمل کو اس کے مطابق ڈھال سکے۔ اگر یہ نہ ہو تو انسان کی مثال طوطے کی طرح ہوگی۔ موصوف نے دوران تقریر میں سورہ یٰسین کی پہلی آیت پڑھ کر فرمایا۔ کہ جس کی تعریف اللہ تعالےٰ ان الفاظ میں فرماتا ہے۔ اسکی مزید تعریف کیا ہوسکتی ہے۔ پھر اہل اسلام کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ آپ اپنی سکہ بند تعلیم کو پہچانئے اور اُس پر عمل کیجئے۔ جب یہ نمونہ آپ کے سامنے موجود ہے۔ تو پھر اور کیا حاجت ہے۔ کہ فرطیب کہ عمل پیمانہ کے مطابق ہو۔ جب بھلائی کیلئے objective standard کی ضرورت ہے۔ تو بھلائی اور نیکی کے لئے کیوں نہیں! سب سے بڑی بات تو اس آئیڈیل (ideal) کو پیش کرنے کی تھی۔ خدا تعالےٰ نے تبتل الی اللہ کی اپنے رسولؐ کو تعلیم دے کر اپنی یاد میں محو رہنے اور ماسوا کو دل میں جگہ نہ دینے کی تلقین فرمائی ہے۔ موصوف نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ کہ ایک اور بات ہمیں سمجھنی چاہیئے۔ کہ یہ جو حق اور باطل میں ٹکراؤ ہو رہا ہے ہمیں کسی صورت میں باطل کا ساتھ نہ دینا چاہیئے۔ ہمیں چاہیئے کہ باطل کی روک تھام کے لئے اپنا Canstable کھڑا کر کے اُسے روک دیں۔ حق بات یہ نہیں کہ زید کس جگہ کس گاؤں اور کس وطن کا ہے۔ بلکہ قرآن مجید نے کہا ہے "جن لوگوں نے کفر کیا۔ انہوں نے باطل کی پیروی کی۔ اور جو لوگ ایمان لائے انہوں نے حق و صداقت کی پیروی کی۔" ہماری اصطلاح میں پیروی کرنے یا اختیار کرنے کو دھرم کہا جاتا ہے یعنی اختیار کرنا۔ جو صحیح چیز کا انتخاب نہیں کرتا اُسے آدھرم یعنی گمراہ کہتے ہیں۔ درحقیقت حق کے لئے جان کی بازی لگانے کی ضرورت ہے۔ آنحضرت صلعم کو صداقت کے پھیلانے کیلئے کس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ایسے مقام پر پہنچنے کے بعد انسان کا TEST لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ۔ جب اس مقام پر کوئی پہنچ جاتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کامیابی کا موقع دیتا ہے۔ یعنی یہ اُسی وقت ہوتا ہے جب تم پختگی کے ساتھ حق پر قائم ہو جاؤ۔

پھر موصوف نے حق کی پیروی کی مثال گھڑی کے وقت سے دیتے ہوئے بیان فرمایا کہ اگر گھڑی کا صحیح وقت ۱۰½ بجے ہو اور ہم کچھ اور سمجھ رہے ہوں۔ تو گھڑی کا وقت ہمارے قیاس کی بناء پر تبدیل نہ ہوسکے گا۔ بلکہ ہمیں صحیح وقت گھڑی سے دیکھ کر درست کرنا ہوگا۔ یہی مثال حق کی ہے یعنی وہ مقصد جس کے لئے تمام مرسلین علیہم السلام آئے۔ تاکہ ہدایت کا چشمہ دنیا میں جاری و ساری رہے۔ اور اُسی کے مطابق ہم اپنے آپ کو تبدیل کریں

ہمیں خیال کی دنیا میں نہ رہنا چاہیئے۔ اگر ہم اپنے مکان میں بیٹھے قیاس کریں کہ اس جماعت کا جلسہ فلاں جگہ ہو رہا ہے تو ہم کچھ حاصل نہ کرسکیں گے۔ خیال کی دنیا اور ہے اور عمل کرنا اور ہے۔ بے عملی اور بے راہی کے متعلق کل ہم کرشن جی مہاراج کے پیغام پر غور کر رہے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔ وہ گمراہی جو عمداً نہیں۔ اس گمراہی سے کم ہے جو عمداً ہے۔ پس دنیا میں جو گمراہ نظر آتے ہیں اُن کی مثال اور ہے اور جو سب کچھ پاس رکھتے ہوئے گمراہ ہوں۔ وہ عمداً گمراہی کی مدد میں آئیں گے۔ یاد رکھیں محبت کے پیغام کو مذہب کی بنیادوں پر قائم کیا گیا تھا۔ سیاست پر نہیں۔ چنانچہ اس محبت کے پیغام کو مذہب سے پیش کرو۔ تا تم دشمن سے ایسا سلوک کرو کہ وہ دشمنی بھلا دے۔ آخر میں آپ نے فرمایا۔ آج شام کو جلسہ کے پروگرام میں ایک عنوان تلاشِ مصطفےٰؐ ہے۔ تلاش یا تو کھوئی ہوئی چیز کی کی جاتی ہے یا معلوم چیز کی۔ تلاش کرتے وقت یہی دیکھو کہ ہمارا عمل کہاں تک اُس تلاش میں مطابقت رکھتا ہے۔ حقیقی تلاش وہی کرے گا۔ جو دل کے آئینے پر مصطفےٰ صلعم کو پرتو نگوں دیکھنا چاہے گا ہم یہ کوشش نہ کریں کہ سب چیزیں ہمارے معیار پر ڈھل جائیں۔ بلکہ کوشش یہ ہو کہ ہم اپنے آپ کو اُسوہ حسنہ کے متعلق ڈھالیں۔ موصوف نے اپنی تقریر کے اختتام پر آنحضرت کی شان میں عربی کے چند اشعار سنائے اور سامعین سے خواہش کی کہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں۔

مسٹر بی۔ این۔ چوبے کے بعد مکرم محمد اسماعیل صاحب فاضل یادگیری نے اُسوہ حسنہ پر تقریر شروع فرمائی۔ آپ نے قرآن مجید کی آیت قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ۔ پڑھ کر فرمایا۔ میں اس وقت مختصر وقت میں صرف ایک چیز ایسی پیش کروں گا۔ اگر آپ اُسے اپنالیں تو آپ اس راستہ پر چل پڑیں گے جسے اُسوہ حسنہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْ میں آنحضرت صلعم کے نمونہ یا راستہ کو پیش فرمایا ہے۔ جو وہ صحیح ترین راستہ تھا۔ جس پر اللہ تعالےٰ نے آپ کو گامزن فرمایا۔ جو اس پر چل پڑے گا وہ اُس مقصد کو پالے گا جس کی اُسے تلاش ہے (یعنی اللہ تعالےٰ کو پالیگا) پس دنیا کو آپؐ نے خدا تعالےٰ کا پتہ دیا۔ لوگ کہتے ہیں۔ خدا داری چہ غم داری۔ مگر آنحضرت صلعم کا وجود تو "خدا دارم چہ غم دارم" کا حامل تھا۔ دوران تقریر میں موصوف نے غار ثور کا واقعہ اور ارشاد الٰہی لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا سے اللہ تعالےٰ کی معیت ثابت کی۔ اور ہر حالت میں آپؐ کے خدا تعالےٰ کو اختیار کرلینے اور آپ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی دائمی معیت کی مثالیں پیش کرتے ہوئے موصوف نے آخر میں فرمایا۔ کہ آج کا دن اس بات کی یادگار رہے کہ ہمارا خدا ہی خدا اور زندہ خدا ہے۔ اور اگر ہم زندہ خدا کے ساتھ تعلق پیدا کریں جو آنحضرت صلعم نے سکھایا ہے۔ اور جس کا آپؐ نے ہمیں پتہ دیا ہے۔ تو ہم شہادت دیتے ہیں۔ کہ ہم نے آپؐ کے اُسوہ حسنہ سے اُس مقصد کو یعنی خدا تعالےٰ کو پالیا ہے۔ آپ کے بعد مولوی اُنیس الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی ایڈوکیٹ جو دکن کے مشہور مقرر ہیں تقریر کے لئے سٹیج پر تشریف لائے۔ اور آنحضرت صلعم کی سیرت طیبہ پر ایک مدلل اور برجستہ تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ آنحضرت صلعم کی ذات اقدس وہ تھی جس کے کامل انسان ہونے کا دنیا میں ہر وقت ثبوت موجود ہے۔ اور جس نے اخلاق الٰہی کا سب سے اعلیٰ نمونہ دنیا میں پیش کیا ہے۔ اگر آپ دنیا میں تشریف نہ لاتے تو خدا تعالےٰ کے وجود سے بہرہ ور ہونے کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ آپ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ ہر مذہب جس کے پیچھے کامل انسانیت لئے ہوئے کوئی نبی ہو۔ وہی مذہب اس لائق ہوتا ہے۔ کہ اُس کی پیروی کی جائے۔ اگر مذہب سے نبوت کو الگ کر دیا جائے تو مذہب ایک عجوبہ اور واہمہ بن جائے۔ چنانچہ یہی خصوصیت اسلام کو حاصل ہے۔ آپ نے اس ضمن میں ڈاکٹر ٹیگور کے متعلق بیان فرمایا کہ ان سے کسی نے پوچھا۔ برہمو سماج کے اصول تو بہت اچھے ہیں مگر اس پر لوگ چلتے کیوں نہیں۔ اُنہوں نے بتایا کہ اس ideal کے پیچھے کوئی عملی شخص نہ تھا۔ پس نمونہ کا ہونا بہت ضروری ہے۔ آپ نے دوران تقریر میں آنحضرت صلعم کی زندگی کے بعض اہم واقعات بھی بیان کئے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ حضرت عائشہؓ کا واقعہ مجھے ہمیشہ غور و فکر میں

ڈال دیا ہے۔ اور میں سوچتا ہوں کہ نبوت کی روشن ضمیری اُس وقت کہاں چلی گئی تھی۔ آخر یہ معمہ مجھ پر کھلا کہ یہ واقعہ تو قیامت تک عورت مرد میں جو ایسے غلط فہمی کے معاملات پیش آجاتے ہیں۔ اُن سب کے لئے مشعل ہدایت ہے۔ اور ایک کامل نمونہ ہے۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ انسانیت صرف کانوں سے حاصل نہیں ہوتی۔ آنکھوں سے حاصل ہوتی ہے اور عمل سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر مسلمان اپنے عمل سے آپؐ کے سچے جانشین نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ یقین محکم۔ عمل پیہم اور محبت عالم پیدا کریں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو ظلمت دور فرمانے آئے تھے۔ مگر مسلمانوں نے آپ کے بعد آنیوالے چار اماموں میں جھگڑا پیدا کر دیا۔ آجکل کی یونیورسٹیاں کیا سکھاتی ہیں۔ انسان ان میں تعلیم حاصل کر کے ماں باپ کے حقوق بھی نہیں پہچانتا۔ چہ جائیکہ وہ حقوق پہچانے جو آنحضرت صلعم نے انسان کو قرآن کی یونیورسٹی سے سکھائے ؎

"سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آدابِ فرزندی"

موصوف کے بعد مکرم و محترم حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الاسدی نے اپنی تقریر آنحضرت صلعم کے رحمۃ للعالمین ہونے کے متعلق۔ تشہد۔ تعوذ اور آیت درود یعنی (اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا) کی تلاوت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شعر ؎

در دلم جوشد ثنائے سرورے ۔ آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے

رقت آمیز لہجہ میں پڑھتے ہوئے اپنی تقریر شروع کی۔ اور فرمایا۔ آنحضرت صلعم انسان تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اور پیغمبر انسانیت صرف آپ ہی تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان الفاظ میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔

آپ کے وجود کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رب العالمین کا مظہر اتم بنا کر رحمۃ للعالمین کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ رحمت لوگوں میں عام طور پر جلب منفعت کے لئے ہوتی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے آپؐ کی رحمت کو اس آیت میں ایک مثالی انداز سے بیان فرمایا ہے۔ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ یعنی پہلا جذبہ آپ کے دل میں دوسروں کی مصیبت دیکھ کر پیدا ہوتا۔ جس کا ذکر عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ میں کیا گیا ہے۔ یعنی یہ جذبہ رافت اس رسولؐ کے دل میں تمہاری بھلائی کے لئے ہوتا ہے اپنے فائدہ کے لئے نہیں ہوتا۔

حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ میں خدا تعالیٰ نے فلسفہ جذبات کی حکمت کو آشکار فرمایا ہے۔ حرص بظاہر بُری چیز ہے۔ لیکن تمام جذبات موقعہ و محل پر استعمال ہوں تو بُرے نہیں۔ حرص کا بیجا استعمال انسان کو ہلاک کرتا ہے۔ مگر یہ رسول تو تمہاری بھلائی کا حریص ہے۔ اور اس کا ثبوت قرآن مجید نے ان الفاظ میں پیش کیا ہے (لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ۔ کہ اگر یہ جذبہ اس میں نہ ہوتا تو تم اس کے قریب بھی نہ آتے۔ تمہارا چشمۂ شیریں کے گرد جمع رہنا بتاتا ہے کہ یہ تمہاری بھلائی کا حریص ہے۔

موصوف نے آنحضرت صلعم کی تعلیم کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی عالمگیر تعلیم کو سامنے رکھ کر آپ کی پاکیزہ زندگی کا مطالعہ کرنے سے پتہ چل سکتا ہے کہ آپ کی شان رحمۃ للعالمین کیا تھی۔ آپ نے بعض مثالیں دے کر تشریح فرمائی۔ کہ حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ جو تکلیف دہ چیز راستہ میں پڑی ہو۔ اُس کو ہٹانا ایمان میں شامل ہے۔ یعنی ایمان الفاظ کا نام نہیں بلکہ الفاظ پر عملی جامہ پہنانے کا نام ہے۔ پھر حضور صلعم نے جو سایہ دار درختوں کے نیچے اور سوراخوں میں پیشاب وغیرہ سے منع فرمایا ہے۔ اور اس طرح زندگی کے ہر شعبہ کے لئے ایسی ہدایات دیں۔ اور ان پر ایسا عمل کر کے دکھایا کہ جس سے رحمۃ للعالمین کی شان وسعت معلوم ہوتی ہے۔ یہ جو آپؐ کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے ایک بھاری غیب کا راز کھولا کہ تمام دنیا میں ہادی موجود تھے۔ یہ ساری دنیا پر احسان ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ واقعی آپ رب العالمین کے مظہر اتم رحمۃ للعالمین تھے۔ چونکہ خدا تعالیٰ دنیا کا اتحاد کرنے والا تھا۔ لہذا کامل شریعت میں ہی ان امور کے بیان کرنے کی ضرورت تھی۔ موصوف نے مندرجہ بالا آیت سے تیسرا نکتہ بالمؤمنین رءوف رحیم کے معارف کی تشریح کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو اپنی تجلیات سے متجلی فرما کر دوسروں کو متجلی کرنے کے لئے فرمایا۔ یعنی پہلے ایمان اور رافت پیدا کرو۔ جس کا لفظ مومنین اور رءوف میں اشارہ ہے۔ اور پھر لفظ رحیم میں عمل کر نیکی طرف اشارہ فرمایا۔ کیونکہ رحمانیت عمل کا تقاضا نہیں کرتی۔ البتہ رحیمیت ہوا کرتی ہے کہ رءوف خدا تعالیٰ کا نام ہے جس کے نام کے بعد عمل کا ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم عمل کرو گے تو اس کی تجلی کے نیچے آنے کے لائق ہو سکو گے۔

آپ نے فرمایا کہ یہ جو بائیبل میں آتا ہے کہ انسان کو خدا تعالیٰ نے اپنی صورت پر پیدا کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ آدم میں الٰہی صفات آسکتی ہیں اُسے ایسی قابلیت دے کر پیدا کیا گیا ہے۔ مگر جس طرح شکر شکر کا لفظ رٹنے سے منہ میٹھا نہیں ہوتا صفاتِ الٰہیہ بھی عمل کے بغیر پیدا نہیں ہوتیں۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ تمہیں اپنی زندگی کو اُس سانچہ میں ڈھالنا چاہیئے۔ جس کا تمہارے پاس Ideal موجود ہے۔

آپ کے بعد مکرم میر احمد صادق صاحب ایم۔ اے نے شفقت علیٰ خلق اللہ پر تقریر فرمائی۔ جس میں سوسائیٹی کے کمزور طبقہ کی مختلف جزئیات کو آئیٹم وار سامنے رکھ کر آنحضرت صلعم کی سیرت پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے یتیموں کے مرتبہ کو بلند کرنے کے لئے آپ کو یتیم پیدا کیا تھا۔ تاکہ جب انہیں ماں باپ یاد آئیں۔ تو آپؐ کی شفقت کو یاد کر کے۔ آپؐ کو اپنا ماں باپ سمجھیں۔ موصوف نے فرمایا کہ دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے اور آپؐ کے بعد جانشینوں نے یتیموں کی کیا عظمت دی۔ ان کو فرش سے اُٹھا کر عرش پر بٹھا دیا۔ آپؐ ہی کی دی ہوئی تعلیم سے یہ انقلاب آیا کہ غلاموں نے بادشاہت کی۔ آپؐ کا یہ کارنامہ دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ لاریب آپ ہی وہ شفیق باپ تھے۔ جس نے مخلوقِ خدا میں سے کسی کو بن باپ نہیں چھوڑا۔ بلکہ سب کو اپنے دامن شفقت میں جگہ دی۔ اس طرح آپ نے طبقہ نسواں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تاریخی کارنامہ کا ذکر فرمایا۔ کہ حضور صلعم نے جب ایک عورت کو جنگ میں مقتولوں میں دیکھا تو سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور آئندہ کے لئے اس کی شدید مخالفت فرما دی۔ طبقہ نسواں پر حضور صلعم ہی کی شفقت کا نتیجہ ہے کہ بعد میں دنیا نے اسے International Law میں لے لیا۔ مگر اس کام کا سہرا آپ ہی کے سر پر رہے گا۔ الفضل للمتقدم۔

آخری تقریر مکرم شیخ علی محمد صاحب ایم۔ اے ایڈ نمبرا نے فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ یہ زمانہ Rational زمانہ ہے۔ اور ہمیں جملہ مذاہب کا مطالعہ بطور تقابلی مطالعہ کرنا چاہیئے۔ آپ نے نبی کریم صلعم کے فیضان کے دائمی طور پر جاری رہنے اور اُس کی صداقت کے ثبوت میں ہر زمانہ میں انسانیت کو ضلالت سے نکالنے کے لئے اسلام میں تازہ نشانات کے سلسلہ پر روشنی ڈالی۔ آپ کی تقریر کے بعد۔ جناب مولوی مرتضیٰ خاں صاحب سابق جج ہائیکورٹ نے اپنی صدارتی تقریر میں لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ سے استدلال فرماتے ہوئے بیان کیا کہ ہمارے اور ہمارے ہادی کے حالات میں یکسانیت ہونی چاہیئے تھی۔ چنانچہ فرشتہ اُسوہ حسنہ نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اسوہ حسنہ کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ حضور صلعم کے حالات بھی ہم تک صحیح حالت میں پہنچتے۔ تا ہمیں پتہ چل سکتا کہ کسی حالت میں حضور صلعم نے کیا عمل فرمایا۔ اُسوہ حسنہ کے لئے یہ دو چیزیں ضروری ہیں۔

شاید ہی انسان پر ایسے حالات گذر سکتے ہوں۔ جو آنحضرت صلعم پر نہ گذرے ہوں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کے متبعین کے ذریعہ آپ کی تمام حرکات و سکنات کو محفوظ فرما دیا۔ چنانچہ اجمالی نظر میں آپ کی زندگی کے دو اہم دور ہیں (۱) مکی زندگی کا دور اور (۲) مدنی زندگی کا دور۔ یا دوسرے الفاظ میں تکلیف اور راحت کے دو دور۔ ان دونوں دوروں کے علاوہ انسان پر کوئی تیسرا دور وارد نہیں ہو سکتا۔ ان ادوار کے متعلق تمام حالات ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ کہ کیسے آپ کو دکھ دیا جاتا تھا۔ بائیکاٹ کیا جاتا تھا وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح راحت و یُسر کے دور کے بھی تمام حالات ہمارے سامنے ہیں۔ کہ آپ کو فخرِ دو عالم کہا گیا۔ رسول انسانیت۔ رحمۃ للعٰلمین وغیرہ کے القاب سے یاد کیا گیا۔ مگر آپ میں ہرگز تکبر پیدا نہ ہوا۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے آپ کو سانچے میں ڈھالیں۔ آپ نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ کہ دشمن تو آپ کو نرینہ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے منقطوع النسل کہتے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ یعنی یہ نبی مقطوع النسل نہیں رہے گا۔ اس کو تو کوثر یعنی خیر کثیر دیا گیا ہے۔ چنانچہ آج کروڑہا انسان فخر کرتے ہیں۔ کہ ہمیں رسول پاک صلعم کی روحانی اولاد ہونے کا فخر حاصل ہے۔ مگر آپ نے دشمنوں کے متعلق کتنی عبرتناک پیشگوئی فرمائی۔ کہ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ۔ کہ قیامت تک حضور صلعم کے دشمنوں کی طرف اپنے آپکو کوئی منسوب نہیں کرے گا۔ نہ اُنکی جسمانی اولاد ہوگی نہ روحانی اولاد۔ اب تو دنیا نے اس حقیقت کو روزِ روشن کی طرح دیکھ لیا ہے۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ اگر ہم آنحضرت صلعم کی زندگی کے ایک دن کے واقعات پر ہی غور کریں۔ تو وہ ہمارے لئے ہدایت بن سکتے ہیں۔

موصوف کی فاضلانہ تقریر کے بعد محترم سیکرٹری صاحب تبلیغ نے جملہ مقررین۔ حاضرین اور صدر محترم کا شکریہ ادا کیا اور پہلا اجلاس جو سامعین نے ہمہ تن گوش ہو کر سنا۔ نہایت خیر و خوبی سے بفضلِ خدا*

* ختم ہوا۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ اور اسکے نیک نتائج ظاہر فرمائے۔ اس جلسہ کے پروگرام میں حسب گنجائش مجبوری پیش آجانے پر مناسب تبدیلی کی گئی۔ فقط (ربانی پھیرا)

تحریک درویش فنڈ میں وصولی ماہ اکتوبر ۱۹۵۴ء

کی فہرست اور اعلانِ دُعا

جن احباب کی طرف سے ماہ اکتوبر ۱۹۵۴ء میں درویش فنڈ کی رقوم خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں وصول ہوئی ہیں۔ انکی اسم وار فہرست ذیل میں شائع کی جا رہی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان مخلصین کے اخلاص اور اموال میں برکت ڈالے اور مزید خدمات کے مواقع عطا فرمائے۔ آمین۔

(ناظر بیت المال قادیان)

نمبر شمار	نام معطی	مقام	رقم
۱	مکرم سید مسعود حسین صاحب	پشاور	۱۰ — — ۔
۲	،، ڈاکٹر محمد لطیف صاحب	جے پور	۱۴ — — ۔
۳	،، امیر احمد صاحب منجانب جماعت احمدیہ	مالیرکوٹلہ	۱۰ — — ۔
۴	جماعت احمدیہ	بھاگل پور	۳ — ۔ —
۵	،، محمود حسین صاحب کمپونڈر	دہلی	۵ — ۔ —
۶	،، سید محی الدین احمد صاحب ایڈوکیٹ	رانچی	۱۰ — — ۔
۷	،، کے ایم محی الدین صاحب	میسور	۵ — — ۔
۸	،، سی کے عبد اللہ صاحب	پینگاڈی	۵ — — ۔
۹	،، ایم ابراہیم صاحب	،،	۵ — — ۔
۱۰	،، کے ایم علی صاحب	،،	۱ — — ۔
۱۱	،، ایم ابراہیم کٹی صاحب	،،	۱ — — ۔
۱۲	،، عبد الحمید خان صاحب	مانگاگوڑا	۱ — — ۔
۱۳	محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ مرحومہ	سری باریدپاڑا	۵ — — ۔
۱۴	مکرم سیٹھ محمد اعظم صاحب سیکرٹری مال منجانب جماعت احمدیہ	حیدرآباد	۱۳ — ۳ — ۔
۱۵	،، ڈاکٹر محمد سعید صاحب	جے پور	۲۰ — — ۔
۱۶	،، میاں سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی	کلکتہ	۳۰۰ — — ۔
۱۷	،، محمد یوسف صاحب بانی	،،	۳۰ — — ۔
۱۸	جماعت احمدیہ	سونگھڑہ	۴ — ۔ —
۱۹	،، محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ ربوہ منجانب (بلا تفصیل)	پاکستان	۱۸ — — ۔
۲۰	،، ،، ،، منجانب نسیم بیگم صاحبہ	،،	۵۳ — — ۔
۲۱	،، تراب خان صاحب احمدی	سونی بی مائینز	۲ — — ۔
۲۲	،، پروفیسر سید اختر احمد صاحب پٹنہ	پٹنہ	۱۰ — — ۔
۲۳	جماعت احمدیہ	کرڈاپلی	۴ — — ۔
۲۴	مکرمہ زبیدہ خاتون صاحبہ والدہ منیر احمد صاحب اہلیہ سیٹھ محمد صدیق صاحب	کلکتہ	۲۰ — — ۔
۲۵	ایک مخلصہ خاتون بذریعہ اہلیہ سیٹھ محمد صدیق صاحب	،،	۱۰ — — ۔
۲۶	مکرم شفیع احمد صاحب مالاباری	،،	۱ — — ۔
۲۷	مکرمہ اہلیہ محمد بشیر صاحب و محمد بشیر صاحب سہگل	،،	۵۰۰ — — ۔
۲۸	مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ	چنتہ کنٹہ	۲۷۰ — — ۔
۲۹	،، فقیر محمد صاحب	گلبرگہ	۵ — — ۔
		میزان کل	۱۳۶۸ — ۷ — ۔

امدادِ سیلاب زدگان

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر جماعت احمدیہ کلکتہ کے مندرجہ ذیل احباب نے مشرقی بنگال کے سیلاب زدگان کی مدد کے لئے مبلغ ۴۴۳ روپے کی رقم ادا کی ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

۱۔ مکرم میاں محمود عمر صاحب و محمد بشیر صاحب سہگل جماعت احمدیہ کلکتہ ۔۔۔ ۱۰۰
۲۔ ،، ،، محمد حسین صاحب ،، ،، ۔۔۔ ۱۰۰
۳۔ ،، ،، محمد شفیع صاحب دہرہ ،، ،، ۔۔۔ ۲۰
۴۔ ،، منشی محمد شمس الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ ،، ۔۔۔ ۱۰
۵۔ ،، محمد احمد صاحب عوری سیکرٹری مال ،، ،، ۔۔۔ ۱۰
۶۔ ،، ذکی احمد صاحب ،، ۔۔۔ ۱۰
۷۔ ،، محمود احمد صاحب سلیم ،، ۔۔۔ ۱۰
۸۔ ،، محمد یوسف صاحب بانی ،، ۔۔۔ ۸
۹۔ ،، ممتاز احمد صاحب ،، ۔۔۔ ۵
۱۰۔ ،، سید بشیر احمد صاحب کٹکی ،، ۔۔۔ ۵
۱۱۔ ،، سید مسعود احمد صاحب کٹکی ،، ۔۔۔ ۵
۱۲۔ ،، سید بشیر الرحمٰن صاحب ،، ۔۔۔ ۵
۱۳۔ ،، محمد شفیق صاحب ،، ۔۔۔ ۵
۱۴۔ ،، عبد الرحیم صاحب مالاباری ،، ۔۔۔ ۵
۱۵۔ ،، شیخ عبد الرحمان صاحب ،، ۔۔۔ ۵
۱۶۔ ،، محمد شفیع صاحب نگون ،، ۔۔۔ ۵
۱۷۔ ،، مسعود احمد صاحب دہرہ ،، ۔۔۔ ۵
۱۸۔ ،، محمد اسماعیل صاحب دہرہ ،، ۔۔۔ ۵
۱۹۔ ،، مولانا محمد سلیم صاحب مع اہل وعیال ،، ۔۔۔ ۵
۲۰۔ ،، محمد اسلم صاحب ،، ۔۔۔ ۲
۲۱۔ ،، سیف الدین صاحب ،، ۔۔۔ ۲
۲۲۔ ،، خورشید احمد صاحب ،، ۔۔۔ ۲
۲۳۔ ،، شیخ مبارک علی صاحب ،، ۔۔۔ ۲
۲۴۔ ،، شہاب الدین صاحب ،، ۔۔۔ ۲
۲۵۔ ،، سید احمد صاحب ،، ۔۔۔ ۱
۲۶۔ ،، زبیر احمد صاحب ،، ۔۔۔ ۱
۲۷۔ ،، محمد عارف خان صاحب ،، ۔۔۔ ۱
۲۸۔ ،، ای محمود صاحب مالاباری ،، ۔۔۔ ۱
۲۹۔ ،، چوہدری عبد المتین صاحب ،، ۔۔۔ ۱
۳۰۔ ،، پی محی الدین صاحب ،، ۔۔۔ ۱
۳۱۔ ،، کے پی عبد الحمید صاحب ،، ۔۔۔ ۱
۳۲۔ ،، نذیر احمد صاحب ،، ۔۔۔ ۱
۳۳۔ ،، محی الدین صاحب کٹکی ،، ۔۔۔ ۱
۳۴۔ ،، سید عبد القیوم صاحب ،، ۔۔۔ ۱
۳۵۔ ،، سید بدر الدین صاحب ،، ۔۔۔ ۱

میزان ۔۔۔ ۴۴۳

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے خطبہ کی روشنی میں احباب جماعت کا فرض ہے کہ وہ ان علاقوں میں جہاں بھارت میں سیلاب آئے ہیں قریب کی جماعتوں اور احمدی احباب کا فرض ہے کہ خدمتِ خلق کے طور پر ان کے ساتھ مالی امداد کی صورت میں عملی ہمدردی کا اظہار کر کے ثواب حاصل کریں۔　　(ناظر بیت المال قادیان)

تبدیلی نام ۔ خاکسار کا نام عبد مناف تھا مگر اب میرا نام تبدیل کر کے "عبد المنان" رکھا گیا ہے۔ اسلئے احباب اس نام سے آئندہ یاد فرمایا کریں۔　　خاکسار عبد المنان پسر امیر صاحب جماعت احمدیہ نند گڑھ ضلع بلگام (صوبہ بمبئی)

درخواستہائے دعا (۱) مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل یادگیری بلڈ پریشر اور درد دانت سے بیمار ہیں (۲) عبد الغفور خاں صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر کراچی کی ایک آنکھ میں ناسور اور موتیا تھا پہلا اپریشن کامیاب رہا دوسرا بعد میں ہوگا (۳) چوہدری عبد السلام صاحب سیکرٹری تعمیرات قادیان کی اہلیہ محترمہ کو پہلے سے آرام ہے (۴) عزیزہ فضل احمد صاحب اسپر با لو تا ج الدین صاحب صدر جماعت سرنگیر کو پہلے سے آرام ہے کمزوری باقی ہے (۵) مکرم صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی مبلغ امریکہ کو سخت اعصابی کمزوری ہوگئی ہے۔ آپ سب کی صحت و اعلیٰ کاملہ کیلئے دعا فرمائیں۔

ہندوستان و ممالک غیر کی خبریں

دہلی - ارود پارک کی سیرت کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے دہلی کے وزیر مسٹر گوپی ناتھ امن نے کہا کہ رسول اکرمؐ نے اپنے عمل سے دنیائے انسانیت کو مساوات کا سبق دیا اور عوام کو حقیقی جمہوریت سے روشناس کرایا۔

نئی دہلی - وزیر اعظم پنڈت نہرو نے اعلان کیا ہے کہ بھارت میں سوشلسٹ نظام رائج کیا جائے گا۔ اس میں روس یا چین کی پیروی نہ کی جائے گی۔

جالندھر - اب تک گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی ۱۰۰ نشستوں کے نتیجہ کا اعلان ہو چکا ہے۔ ان میں ۸۳ سیٹیں اکالیوں نے لی ہیں۔ ۳ خالصہ دل نے اور ۱۴ کمیونسٹوں نے۔

پشاور - صاحب ناکی شریف کا ریوالور نماز پڑھتے وقت گر کر چل گیا جس سے وہ شدید مجروح ہو گئے۔

نئی دہلی - کشمیر کے سابق وزیر مال مرزا افضل بیگ جنہیں یکم دسمبر کو رہا کیا گیا ہے پر نیشنل کانفرنس کا ممبر نہ بن سکنے کی پابندی رکھی جائے گی۔

واشنگٹن - امریکہ کے وزیر خارجہ ڈلز نے اعلان کیا ہے کہ اگر کمیونسٹ چین نے ۱۳ نظربند امریکن رہا نہ کئے تو اس کی بحری اور ہوائی ناکہ بندی کر لی جائے گی۔ مگر اس اقدام سے قبل تمام پر امن ذرائع اختیار کئے جائیں گے۔

اندور - پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ ڈاکٹر گوپی چند بھارگو کو ضلع اندور کے بناؤ یا کے جین مندر میں ہریجن سمجھ کر داخل نہ ہونے دیا گیا۔

چنڈی گڑھ - گنگوال پاور ہاؤس کا افتتاح صدر جمہوریہ ڈاکٹر راجندر پرشاد ۲ر جنوری کو کریں گے۔ یہ پاور ہاؤس ۲۴ ہزار کلو واٹ بجلی پیدا کرے گا۔

دمشق - سعودی عرب کے شاہ سعود نے اخوان رہنما مصطفےٰ ا صبا کی درخواست مسترد کر دی۔ کہ وہ حکومت مصر سے اخوان المسلمین پر اپنی موجودہ بندشیں ڈھیلی کرے

لکھنؤ - پنڈت پنت نے بتایا کہ وہ بحالی صحت کے لئے مرکز میں جانے سے قبل کچھ دن آرام کریں گے۔

لاہور - پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر میاں فضل حسین نے انجمن صحافیان پنجاب یونیورسٹی کی افتتاحی تقریب میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ صحافت کو یونیورسٹی ڈگری کے تین

سالہ کورس میں شامل کیا جانا چاہیئے۔ اب کورس دو سالہ ہے۔

نئی دہلی - مسٹر اجیت پرشاد جین جو اس وقت وزیر آبادکاری ہیں کو وزارت خوراک کا محکمہ بھی سونپ دیا گیا ہے۔

نئی دہلی - راجیہ سبھا کا موسم خزاں کا اجلاس ۲۵ر نومبر کو شروع ہوا۔ اور مرحوم مسٹر قدوائی کے سوگ میں اجلاس ملتوی کر دیا گیا۔ ڈاکٹر رادھا کرشنن نائب صدر جمہوریہ ہند جو حال ہی میں غیر ممالک کے دورہ سے لوٹے ہیں نے قدوائی مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا اور کہا کہ رفیع احمد جی نے ہندوستان پر اپنی لیاقت اور قابلیت کا گہرا نقش چھوڑا ہے دوست اور دشمن سب اس کے معترف ہیں

لاہور - مغربی پنجاب اسمبلی نے ایک بل کے ذریعہ آئندہ سود لینا اور دینا جرم قرار دیا ہے۔ سود پر قرضہ دینے والوں کو لائسنس حاصل کرنا ہوگا۔

کراچی - مغربی پاکستان کو ایک یونٹ بنائے جانے کا اعلان وزیر اعظم محمد علی نے ۲۲ر نومبر کو کیا۔ اکثر اخبارات نے اس قدم کا خیر مقدم کیا ہے۔ پنجاب اسمبلی اور سرحد اسمبلی نے اس سے اتفاق کی قرار دادیں منظور کی ہیں۔ سندھ اسمبلی کا اجلاس بھی جلد بلائے جانے کا امکان ہے۔

نئی دہلی - معلوم ہوا ہے کہ مارشل ٹیٹو صدر یوگوسلاویہ جو ۱۶ر دسمبر کو ہندوستان کے دورہ پر دہلی پہنچ رہے ہیں بلگریڈ سے روانہ ہو چکے ہیں۔ انہیں یہاں کمیونٹی پراجیکٹ کا کام دکھایا جائے گا۔ وہ چنڈی گڑھ بھی آئیں گے۔ گوالیار کے جنگلوں میں شیر یا چیتے کا شکار بھی کھیلیں گے۔

کراچی - معلوم ہوا ہے کہ امریکی اسلحہ کی پہلی کھیپ پاکستان پہنچ چکی ہے

لندن - مسٹر وشنسکی کی وفات کے بعد مسٹر میکیب تک کو روسی وفد کا قائد مقرر کیا گیا ہے۔ مسٹر ملک نیویارک پہنچ چکے ہیں۔ اس وقت تک وہ برطانیہ میں روسی سفیر تھے۔

کولمبو - نومبر کے تیسرے ہفتہ میں کولمبو میں نیلام کے لئے ۴۰۷۱۳۰ پونڈ چائے آئی۔ اس کی وجہ قیمتوں کا اضافہ ہے۔

پشاور - حکومت نے دو لاکھ کے سرمایہ سے ایک رومال تیار کرنے والے کارخانہ کی سکیم بنائی ہے۔

نئی دہلی - درگاپور مغربی بنگال میں

ایک لوہے کے کارخانہ کی تعمیر شروع کی جا رہی ہے۔ جو ۱۹۵۸ء تک کام شروع کر دے گا یہ کارخانہ ایک لاکھ ٹن سالانہ مال تیار کرے گا۔

نئی دہلی - لوک سبھا میں وقفہ سوالات کے دوران میں نائب وزیر ریلوے نے انکشاف کیا۔ کہ پچھلے دس سال میں ریلوں کے ۲۷۷۲ حادثات ہوئے۔ ۹۳۸ جانیں ضائع ہو گئیں ۱۳۵ افراد زخمی ہوئے۔ اور ۲۶ لاکھ کی مالیت کا نقصان ریلوے جائداد کو پہنچا۔

تہران - اطلاع ملی ہے کہ شاہ ایران دسمبر کے پہلے ہفتہ میں امریکہ جا رہے ہیں مزید بتایا گیا ہے کہ یہ سفر طبی مشورہ کے لئے کیا جا رہا ہے۔ ملکہ ثریا بھی ان کے ساتھ ہونگی۔

نئی دہلی - پاکستانی ہائی کمشنر راجہ غضنفر خان نے بیان کیا کہ دونوں ممالک کے وزرائے خارجہ کے مابین متنازعہ امور کی فہرست

تیار کر رہے ہیں۔ ان کے تصفیہ کے لئے آپس میں بات چیت کی جائے گی۔

دہلی - دہلی ٹرانسپورٹ کیلئے نیا ورکشاپ اور ڈپو کھولا جا رہا ہے ۱۹۵۵ء تک بسوں کی تعداد چار سو ہو جائیگی ۱۴۰ نئی بسوں کیلئے آرڈر دیا جا چکا ہے۔

آپ کی قیمت اخبار بدر ماہ دسمبر میں ختم ہے

لہٰذا مہربانی فرما کر جلد از جلد میعاد ختم ہونے سے قبل قیمت اخبار بدر بذریعہ منی آرڈر روانہ کر دیں تاکہ آپ کے نام کا اخبار بدر آئندہ بھی جاری رہے۔ اگر آپ کی طرف سے وقت پر چندہ نہ آیا یا اور کوئی جواب نہ آیا تو مجبوراً آپ کے نام کا اخبار بعد بند کر دیا جائے گا۔ (مینیجر)

نمبر شمار	خریداری نمبر	نام	چندہ	تاریخ
(۱)	۱۰۱۲	مکرم محمد شفیع صاحب	۲۸ر	دسمبر ۱۹۵۴ء
(۲)	۱۰۴۸	″ محمد حسین صاحب سعیدی	۲۸ر	″
(۳)	۱۱۰۲	″ احمد ایم اے صاحب فاضل	۲۸ر	″
(۴)	۱۲۲۴	″ شیخ محمود احمد صاحب	۲۸ر	″
(۵)	۱۳۵۴	″ ایس کے عبدالستار صاحب	۲۸ر	″
(۶)	۱۴۱۹	″ سید بہاؤ الدین صاحب	۲۸ر	″
(۷)	۱۵۱۶	″ محمد صدیق صاحب	۷ر	″
(۸)	۱۵۱۸	″ میر احمد صادق صاحب ایم اے	۷ر	″
(۹)	۱۵۱۹	″ شیخ قاسم داؤد صاحب ہریکر	۷ر	″
(۱۰)	۱۵۲۲	″ محمد بشیر الدین صاحب	۱۴ر	″
(۱۱)	۱۵۲۷	″ ڈاکٹر محمد سعید صاحب ایم بی بی ایس	۱۴ر	″
(۱۲)	۱۵۲۸	″ ڈاکٹر محمد لطیف صاحب	۱۴ر	″
(۱۳)	۱۵۲۹	″ مرزا ظہیر الدین صاحب	۲۸ر	″
(۱۴)	۱۵۳۱	″ محمد نعیم صاحب	۱۴ر	″
(۱۵)	۱۵۳۲	″ قریشی مختار احمد صاحب	۲۸ر	″
(۱۶)	۱۵۳۳	″ میاں عبدالحق صاحب	۲۸ر	″
(۱۷)	۱۵۴۱	مکرم فضل قادر صاحب	۱۴ر	دسمبر ۱۹۵۴ء
(۱۸)	۱۶۵۴	″ میجر عبدالحمید صاحب	۲۸ر	″
(۱۹)	۱۶۸۴	″ چوہدری شیر علی صاحب	۲۸ر	″
(۲۰)	۱۶۹۵	″ عبدالحفیظ خان صاحب	۲۸ر	″
(۲۱)	۱۷۳۵	″ عبدالجبار صاحب	۱۴ر	″
(۲۲)	۱۷۹۳	″ محمد اعظم صاحب	۷ر	″
(۲۳)	۱۷۹۴	″ حیدر نواب صاحب	۷ر	″
(۲۴)	۱۷۹۵	″ ڈاکٹر ایچ ایم ایس ایچ	۷ر	″
(۲۵)	۱۷۹۸	″ پروفیسر عزیز احمد صاحب	۱۴ر	″
(۲۶)	۱۸۰۲	″ مسعود لمیٹڈ کمپنی	۲۸ر	″
(۲۷)	۱۸۰۳	″ کنگ لمیٹڈ کمپنی	۲۸ر	″
(۲۸)	۱۸۰۴	″ مستری محمد حسین صاحب	۲۸ر	″
(۲۹)	۱۸۰۹	″ خلیق احمد صاحب	۲۸ر	″
(۳۰)	۱۸۰۹	″ محمود عالم صاحب	۱۴ر	″
(۳۱)	۱۸۴۵	″ غلام احمد صاحب ڈار	۲۱ر	″
(۳۲)	۱۹۲۲	″ چوہدری بشارت احمد صاحب	۲۸ر	″

نوٹ:- ہر پرچہ میں اعلان ہونے کے باوجود متعدد احباب خط و کتابت کرتے وقت اور چندہ روانہ کرتے وقت اپنے خریداری نمبر تحریر نہیں کرتے۔ لہٰذا اب پھر خریداران بدر سے التماس ہے کہ آپ خط و کتابت کرتے وقت اور چندہ روانہ کرتے وقت اپنے خریداری نمبر اور مکمل ایڈریس ضرور تحریر کیا کریں۔ تاکہ خط و کتابت کرنے اور چندہ کا صحیح اندراج کرنے میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ نئے خریداران بدر چندہ روانہ کرتے وقت یہ بھی تحریر کیا کریں کہ وہ نئے خریدار ہیں۔ اور آیا وہ اپنا ذاتی چندہ روانہ کئے ہیں یا کسی کی طرف سے چندہ روانہ کئے ہیں تاکہ چندہ کا صحیح اندراج ہو سکے۔ (مینیجر)